ارشاد باری تعالیٰ

وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ ؕ (النساء:19)

ترجمہ: اور اُن لوگوں کی کوئی توبہ نہیں جو بدیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ اُن میں سے جب کسی کو موت آجائے تو وہ کہتا ہے مَیں اب ضرور توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن لوگوں کی توبہ ہے جو اس حالت میں مرجاتے ہیں کہ وہ کفّار ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

شمارہ 27

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

10 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری • 2 وفا 1399 ہجری شمسی • 2 جولائی 2020ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 جون 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جو اسلام کی عزت اور غیرت نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو، خدا کو اس کی عزت اور غیرت کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ دیندار مسلمان نہیں

خدا کی باتوں کو حقیر مت سمجھو اور اُن لوگوں کو قابلِ رحم سمجھو جنھوں نے
تعصب کی وجہ سے حق کا انکار کردیا اور کہہ دیا کہ امن کے زمانہ میں کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

احمدیت کے ذریعہ اسلام کا دفاع

اس وقت اصحاب الفیل کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے۔ مُسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں۔ اسلام غریب ہے اور اصحاب فیل زور میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے۔ چڑیوں سے وہی کام لے گا۔ ہماری جماعت اُن کے مقابلہ میں کیا ہے۔ اُن کے اتفاق اور طاقت اور دولت کے سامنے نام بھی نہیں رکھتے لیکن ہم اصحاب الفیل کا واقعہ سامنے دیکھتے ہیں کہ کیسی تسلی کی آیات نازل فرمائی ہیں۔ مجھے بھی یہی الہام ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کرکے رہے گی۔ ہاں اس پر وُہی یقین رکھتے ہیں جن کو قرآن سے محبت ہے۔ اگر قرآن سے محبت نہیں، اسلام سے الفت نہیں، وہ ان باتوں کی کب پروا کرسکتا ہے۔ اسلام اور ایمان یہی ہے کہ خدا کی رائے سے رائے ملائے۔ جو اسلام کی عزت اور غیرت نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو خدا کو اس کی عزت اور غیرت کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ دیندار مسلمان نہیں۔ خدا کی باتوں کو حقیر مت سمجھو اور ان لوگوں کو قابلِ رحم سمجھو جنھوں نے تعصب کی وجہ سے حق کا انکار کردیا اور کہہ دیا کہ امن کے زمانہ میں کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ افسوس اُن پر۔ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کس طرح دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے اُس پر حملہ پر حملہ ہو رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جاتی ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ کسی کی ضرورت نہیں۔

قانون سڈیشن سے اسلام ہی فائدہ اُٹھاسکتا ہے

قانون سڈیشن ہمارے لئے بہت مفید ہے۔ صرف ہم ہی فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ دوسرے مذہبوں کو ہلاک کرنے لئے یہ بھی ایک ذریعہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے پاس تو حقائق اور معارف کے خزانے ہیں۔ ہم ان کا ایک ایسا سلسلہ جاری رکھیں گے جو کبھی ختم نہ ہوگا مگر آریہ یا پادری کون سے معارف پیش کریں گے۔ پادریوں نے گذشتہ پچاس سال کے اندر کیا دکھایا ہے۔ کیا گالیوں کے سوا وہ اور کچھ پیش کرسکتے ہیں جو آئندہ کریں گے، ہندوؤں کے ہاتھوں میں بھی اعتراضوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر کسی آریہ یا پادری کو اپنے مذہب کے کمالات اور خوبیاں بیان کرنے کے لئے بلایا جائے تو وہ ہمارے مقابلہ میں ایک ساعت بھی نہ ٹھہر سکے۔

کفّارہ

مذہب کی اوّل اینٹ خداشناسی ہے۔ جب تک وہ درست نہ ہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہوسکتے ہیں۔ عیسائی دوسروں کی پاک باطنی پر بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں اور کفارہ کا اخلاق سوز مسئلہ مان کر اعتراض کرتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہوگیا۔ یہاں تک کہ اسے ملعون قرار دیا اور تین دن ھاویہ میں رکھا۔ ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا؟ اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جائے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اُصول کا اثر بہت پڑتا ہے۔ دیکھو! ہندوؤں کے نزدیک گائے بہت پوتر اور قابلِ تعظیم ہے اور اُس کا اثر ان میں اس حد تک ہے کہ اُس کا پیشاب اور گوبر بھی پوتر اور پوتر کرنے والا اُن میں قرار دیا گیا ہے اور گائے کے متعلق اس قدر جوش ان میں ہے جس کی کچھ بھی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امر اُن میں بطور اُصول داخل کیا گیا ہے۔ یادرکھو۔ اصول بطور ماں کے ہوتے ہیں اور اعمال بطور اولاد کے۔ جب مسیح کفارہ ہوگیا ہے اور اس نے تمام گناہ ایمان لانے والوں کے اُٹھالئے پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کیے جاویں؟ تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا اُصول بیان کرتے ہیں تو اپنی تقریر کو خدا تعالیٰ کے رحم اور عدل سے شروع کیا کرتے ہیں مگر مَیں پوچھتا ہوں کہ جب زید کے بدلے پھانسی بکر کو ملی تو یہ کونسا انصاف اور رحم ہے۔ جب یہ اصول قرار دے دیا کہ سب گناہ اُس نے اُٹھالئے اور بدوں پیدا ہونے کے بھی گناہ اٹھالئے پھر گناہ نہ کرنے کے لئے کونسا امر مانع ہوسکتا ہے۔ اگر یہ ہدایت ہوتی کہ اُس وقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ اور بات تھی مگر جب یہ مان لیا گیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع اُٹھا کر لے گیا اور اس نے سزا بھی اُٹھالی۔ پھر گنہگار کو پکڑنا کس قدر ظلم ہے۔ اول تو بیگناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا ہی ظلم ہے اور پھر دُوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگاروں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھ دی اور گنہگاروں کو مژدہ سنادیا کہ تمہارے گناہ اُس نے اُٹھالیے اور پھر وہ گناہ کریں تو پکڑے جاویں۔ یہ عجیب دھوکا ہے جس کا جواب عیسائی کبھی کچھ نہیں دے سکیں گے۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 160 تا 162، مطبوعہ 2018 قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

’’وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو‘‘

’’ہماری تعلیم کیا ہے صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے‘‘

اگر مذہب پر یقین ہو، اگر زندہ خدا کی طاقتوں پر یقین ہو، اگر اب بھی یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ بولتا ہے اور اپنے نشانات ظاہر کرتا ہے تو پھر اپنی مذہبی کتابوں کو بدلنے کی باتیں نہ ہوں

قرآن کریم نے زمانے کے مطابق ہر چھوٹی سے چھوٹی بات اور ضرورت کو بیان فرمایا ہے

قرآن کریم نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حقوق قائم کیے اور جو حقوق قائم کیے ہیں وہی دنیا کی ہر سطح پر امن کی اور حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہیں

’’جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا‘‘

جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل الایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے اس میں داخل نہیں ہو سکتا

ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے

مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے

یاد رکھو! ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے، تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو، ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اَور

اولاد کا قتل کیا ہے؟ ان کی صحیح پرورش نہ کرنا، ان کی دیکھ بھال نہ کرنا، ان کی تعلیم کا خیال نہ رکھنا، ان کی ضروریات کو پوری نہ کرنا

کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام کی تعلیم نئے زمانے سے میل نہیں کھاتی!؟

حقوق العباد، بنیادی اخلاق، والدین، ازواج، بچوں، بیٹیوں، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، عمر رسیدہ لوگوں اور دشمنوں کے حقوق نیز یتیموں، بیواؤں، غلاموں اور غیر مسلموں سے حسنِ سلوک کے بارے میں اسلام کی بے مثال تعلیمات کا دل نشیں بیان

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر 4؍اگست 2019ء بروز اتوار سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن (ہمپشئر) یو.کے میں اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج کل مذہب کے خلاف جو طاقتیں ہیں اس بات پر اپنا پورا زور لگانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ کس طرح دنیا میں مذاہب کو ماننے والوں کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو مذہب سے متنفر کر کے ہٹایا جائے۔ ایک بڑا حملہ ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مذہب کی تعلیم اس نئے زمانے سے میل نہیں کھاتی۔ زمانے کے حالات بدل گئے ہیں۔ نئے زمانے کے ساتھ ہمیں اپنے آپ کو ڈھالنا چاہیے۔ پریس، میڈیا بھی اس بات پر بڑا زور لگاتا ہے۔ مختلف قسم کے سوالات مسلمانوں سے پوچھے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اول تو مذہب کی ضرورت نہیں، انسان بہت ترقی کر گیا ہے اور مذاہب جو ہیں وہ تو دقیانوسی باتیں کرتے ہیں۔ نئے زمانے کے ساتھ ہمیں اپنے آپ کو ڈھالنا چاہیے۔ نئی روشنی میں جو اَب ہمیں اپنے حقوق اور نئی چیزوں اور نئی باتوں کا پتا لگ گیا ہے۔ اور اگر مذہب پر چلنا ہے تو پھر ان کے یہ اعتراض ہوتے ہیں کہ اس کی بعض تعلیمات میں تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے تا کہ زمانے کی نئی روشنی کے ساتھ ہم چل سکیں۔ اور زمانے کی نئی روشنی کیا ہے؟ حقوق کے حصول اور آزادی کے نام پر بچوں کو ماں باپ کے اثر سے نکالنا۔ بچوں کو لغو باتوں کی جن کا ابھی ان میں شعور پیدا نہیں ہوا اس کی تعلیم دینا۔ غیر فطری جنسی تعلقات کو قانونی تحفظ دینا اور اس قسم کی اَور لغو اور بے ہودہ باتیں ہیں جو یہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذہب ہمیں ان سے روکتا ہے اس لیے ان پر لاگو کرنا چاہیے۔

اور بعض مذہبی لوگ ایسے ہیں یا اپنے آپ کو مذہبی کہنے والے ہیں یا بعض مسلمان کہنے والے بھی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ واقعی ہمیں بعض تبدیلیاں کرنی چاہئیں۔ عیسائی دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس حوالے سے مذہبی ادراک رکھنے والے اور مذہب کی تعلیم دینے والوں میں اس بات پر اختلاف ہے اور یہ باتیں اخباروں وغیرہ میں بھی آ جاتی ہیں، میڈیا پے بھی آ جاتی ہیں کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں، عیسائی سکالر بھی کہ بائبل کی بعض بنیادی باتوں میں ہمیں تبدیلی کر لینی چاہیے۔ اصل میں تو یہ مذہب سے لاعلمی اور اپنے مذہب پر یقین نہ ہونے کی نشانی ہے۔ اگر مذہب پر یقین ہو، اگر زندہ خدا کی طاقتوں پر یقین ہو، اگر اب بھی یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ بولتا ہے اور اپنے نشانات ظاہر کرتا ہے تو پھر اپنی مذہبی کتابوں کو بدلنے کی باتیں نہ ہوں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھنے کا اعلان اور وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ باقی مذہبی صحیفے تو پہلے ہی مختلف وقتوں میں ان مذاہب کے علماء کی اپنی مرضی کے مطابق بدلتے رہے ہیں اور اپنی اصلی صورت میں قائم ہی نہیں ہیں۔ اب بھی چاہیں تو ان کو اختیار ہے کہ زمانے کے حالات کے مطابق بدل لیں لیکن قرآن کریم چودہ سو سال سے اپنی اصلی حالت میں ہے اور تا قیامت ان شاء اللہ تعالیٰ رہے گا اور اس میں بیان کردہ تعلیم تا قیامت قائم رہنے والی تعلیم ہے، ہر زمانے کے انسان کیلئے تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھی اپنے وعدے کے مطابق اپنے فرستادے کو بھیج کر اسے محفوظ رکھنے کے سامان کیے ہیں جنہوں نے ہمیں اس میں چھپے خزانوں کی نشان دہی کی اور تفسیر کر کے اور وضاحت کر کے بتایا کہ معاشرتی، تمدنی تعلقات سے لے کر حکومتوں اور بین الاقوامی تعلقات تک اور ان کے حقوق کی تعلیم اس میں موجود ہے۔ اسی طرح ان باتوں سے لے کر جو ہماری روحانی ترقی کیلئے ضروری ہیں علمی اور سائنسی باتوں تک کا اس میں بیان ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہیں اور اس کے بندوں کے حقوق بھی بیان ہوئے ہیں اس لیے ہمیں کوئی ضرورت نہیں ان لوگوں کی باتوں سے متاثر ہونے کی یا کسی بھی قسم کے احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے کی جو یہ کہتے ہیں کہ نئی روشنی کے مطابق قرآن کریم میں بھی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ پریس یہ سوال ضرور کرتا ہے اور بعض مسلمان جو اپنے آپ کو نئی روشنی اور دنیاوی علم کے حاصل کرنے والا سمجھتے ہیں اسکا ماہر سمجھتے ہیں ان لوگوں کی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس بات کا اظہار کر دیتے ہیں کہ بعض بنیادی اخلاقی باتیں جو ہیں یا حقوق کی باتیں جو ہیں نئی روشنی کے مطابق ان کی تطبیق ہونی چاہیے۔ ان لوگوں نے کبھی قرآن کریم پر غور ہی نہیں کیا اور اگر کیا تو ان لوگوں کی تفسیروں کے مطابق کیا جو قرآن میں پنہاں اور چھپے ہوئے معنوں تک پہنچ ہی نہیں سکتے تھے اور مذہب مخالف طاقتوں کی اس چال کو نہیں سمجھ سکے کہ ان کی یہ کوششیں دہریت پھیلانے کیلئے ہیں۔ پس ہمیں اس دہریت اور اسلام مخالف طاقتوں کا مقابلہ کرنا ہے۔

قرآن کریم نے زمانے کے مطابق ہر چھوٹی سے چھوٹی بات اور ضرورت کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حقوق قائم کیے ہیں اور جو حقوق قائم کیے ہیں وہی دنیا کی ہر سطح پر امن کی اور حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہیں۔ ہاں لغویات کو لغویات کہا ہے اور پھر کھل کر اس کے نقائص بھی بیان کیے۔ قران کریم نے بھی ہمیں وضاحت سے بتا دیا۔

مذہب پر اعتراض کرنے والے یہ بھی اعتراض کر دیتے ہیں کہ مذہب کہتا ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے سستی اور کاہلی پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر بات منسوب کر دیتے ہیں اصل اشارہ تو ان کا مسلمانوں کی طرف ہے خاص طور پر مسلمانوں پر اور اسلام پر ایسے اعتراض کیے جاتے ہیں۔

پھر یہ اعتراض خاص طور پر کیا جاتا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ میری عبادت کرو۔ اس کو بندوں کی عبادت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شک ہمیں یہ کہا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُکُمْ (الفرقان: 78)

ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پروا ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا اور استغفار نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کو ہماری عباد توں کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو اپنے مزید قریب کرنے اور اپنے قرب سے نوازنے کیلئے عباد الرحمٰن اور شیطان کے بندوں میں فرق کیلئے، دنیا کو بتانے کیلئے کہتا ہے کہ جو میرے بندے

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

صحابہ کرام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ محبت تھی، یہ عشق تھا جس کی وجہ سے ان کو اپنی جانوں کی پروا نہیں تھی

عشرہ مبشرہ میں شامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ

حضرت سعید بن زید اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/جون 2020ء بمطابق 12/احسان 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ -
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -

آج جن صحابہؓ کا مَیں ذکر کروں گا ان میں سے ایک حضرت سعید بن زیدؓ ہیں۔ حضرت سعیدؓ کے والد کا نام زَید بن عَمْرو اور والدہ کا نام فاطمہ بنت بَعْجَہ تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ عدی بن کعب بن لُؤَیّ سے تھا۔ حضرت سعید بن زیدؓ کی کنیت اَبُوالْاَعْوَر تھی جبکہ بعض نے ابوثَور بھی بیان کی ہے۔ ان کا قد لمبا، رنگ گندمی اور بال گھنے تھے۔ یہ حضرت عمر بن خطابؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کا شجرۂ نسب چوتھی پشت پر نُفَیل پر جا کر حضرت عمرؓ سے ملتا ہے جبکہ آٹھویں پشت پر کَعْب بن لُؤَیّ پر جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 476 سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء) (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 292، 294 سعید بن زید و من بنی عدی بن کعب بن لُؤَیّ، دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 155)

حضرت سعیدؓ کی بہن عاتکہ کی شادی حضرت عمرؓ سے اور حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ کی شادی حضرت سعیدؓ سے ہوئی تھی اور یہ وہی بہن ہیں جو حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کا باعث بھی بنیں۔ حضرت سعیدؓ کے والد زید بن عمروؓ زمانۂ جاہلیت میں ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کے دین کی تلاش کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جو حضرت ابراہیمؑ کا معبود ہے وہی میرا معبود ہے اور جو ابراہیم کا دین ہے وہی میرا دین ہے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 476 سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء) (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 368 زید بن عَمْرو بن نُفَیل دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)

اس زمانے میں بھی موحد موجود تھے۔ بعض بچے بھی سوال کر دیتے ہیں کہ اسلام سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا دین تھا؟ کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بڑھ کر موحد تھے اور وہ بھی ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔

زید بن عَمْرو ہر قسم کے فسق و فجور غرضیکہ مشرکین کے ذبیحہ سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہوئی جس کی تفصیل صحیح بخاری میں یوں بیان ہوئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زَید بن عَمْرو بن نُفَیل سے بَلْدَح مقام کے نیچے ملے پیشتر اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری تھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٔ نبوت سے پہلے کی بات ہے۔ بَلْدَح یہ مکّے سے مغرب کی طرف ایک وادی کا نام ہے، مکّے کی طرف جاتے ہوئے تَنْعِیم کے راستے میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دسترخوان رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے سے انکار کر دیا۔ زَید نے کہا کہ مَیں بھی اس سے نہیں کھایا کرتا جو تم اپنے تھانوں میں ذبح کرتے ہو اور مَیں صرف وہی کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احتیاط کے تقاضے کے تحت نہیں کھایا کہ غیر اللہ کے نام پر یہ چیزیں ذبح کی گئی ہیں۔ اس پر زَید نے بھی کہا کہ مَیں بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح کی ہوئی چیزیں نہیں کھاتا۔ اور پھر روایت آگے چلتی ہے کہ زَید بن عَمْرو قریش کی قربانیوں کو معیوب سمجھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور آسمان سے اس کے لیے پانی برسایا اور زمین سے اس کے لیے چارہ اگایا۔ پھر تم اس کو اللہ کے سوا اَوروں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ یعنی اس غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو بُرا منایا کرتے تھے اور اس کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل مناقب الانصار باب حدیث زَید بن عمرو بن نُفَیل حدیث 3626) (فرہنگ سیرت صفحہ 61 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

زید بن عَمْرو کفر و شرک سے متنفر ہوئے تو انہوں نے حق کی تلاش میں دور دراز ممالک کا سفر کیا۔ اُن کے اس سفر کے متعلق صحیح بخاری کی ایک اَور روایت میں یوں بیان ہوا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ زَید بن عَمْرو بن نُفَیل شام کے ملک کی طرف دین کے متعلق دریافت کرنے کے لیے گئے تا کہ اس کی پیروی کریں۔ چنانچہ وہ ایک یہودی عالم سے ملے جس سے اِنہوں نے اُن کے دین کے متعلق پوچھا۔ اِنہوں نے کہا، یہودی عالم سے پوچھا کہ مجھے بتائیں شاید میں تمہارا دین اختیار کر لوں۔ تو اس نے کہا کہ ہمارے مذہب پر نہ ہونا یہ تو بگڑ چکا ہے ورنہ تم بھی غضبِ الٰہی سے اپنا حصہ لو گے۔ زَید نے کہا مَیں تو اللہ کے غضب سے بھاگ رہا ہوں اور مَیں تو اللہ کی ناراضگی کو کبھی برداشت نہیں کروں گا اور مَیں اس کی طاقت کہاں رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تم مجھے اس کے علاوہ کسی دین کا پتا دیتے ہو؟ اس یہودی عالم نے کہا کہ مَیں تو یہی جانتا ہوں کہ انسان حنیف ہو۔ زَید نے کہا حنیف کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ ابراہیم کا دین۔ نہ وہ یہودی تھے نہ نصرانی اور وہ صرف اللہ ہی کی پرستش کرتے تھے۔ پھر زَید وہاں سے نکلے اور نصاریٰ کے ایک عالم سے ملے اس سے بھی یہی ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے مذہب پر کبھی نہ ہونا ورنہ تم اللہ کی لعنت سے اپنا حصہ لو گے۔ زَید نے کہا کہ مَیں اللہ کی لعنت سے بھاگ رہا ہوں اور مَیں اللہ کی لعنت اور نہ اس کا غضب برداشت کر سکتا ہوں اور مجھے یہ طاقت ہی کہاں ہے۔ کیا تم مجھے کسی اَور دین کا پتا دیتے ہو؟ اس نے کہا کہ مَیں یہی جانتا ہوں کہ انسان حنیف ہو۔ زَید نے پوچھا یہ حنیف کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا ابراہیم کا دین۔ نہ وہ یہودی تھے نہ نصرانی اور صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ جب زَید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ان کی رائے دیکھی تو وہ وہاں سے نکلے۔ جب باہر میدان میں آئے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے میرے اللہ! مَیں یہ اقرار کرتا ہوں کہ مَیں حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل مناقب الانصار باب حدیث زَید بن عمرو بن نُفَیل حدیث 3627)

زید بن عَمْرو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ کی بعثت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ حضرت عامِر بن رَبیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ زَید بن عَمْرو دین کی تلاش میں رہے اور انہوں نے نصرانیت اور یہودیت اور بتوں اور پتھروں کی پرستش سے کراہت کا اظہار کیا اور انہوں نے اپنی قوم سے اختلاف کیا اور ان کے بتوں اور جن کی ان کے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے ان کو چھوڑ دینے کا اظہار کیا۔ اور نہ ہی وہ ان کا ذبیحہ کھاتے تھے۔ ایک بار انہوں نے مجھے کہا کہ اے عامر! دیکھو مجھے اپنی قوم سے اختلاف ہے۔ میں ابراہیمی ملّت کی پیروی کرنے والا ہوں اور جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اس کے بعد اسماعیلؑ کی اتباع کرتا ہوں جو اسی قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے اور میں اسماعیلؑ کی نسل سے ایک نبی کا منتظر ہوں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اس کا زمانہ نصیب نہیں ہو گا کہ اس کی تصدیق کروں اور اس پر ایمان لاؤں اور گواہی دوں کہ وہ سچا نبی ہے۔ اے عامر! اگر تم اس نبی کا زمانہ پاؤ تو اسے میرا اسلام کہنا۔ عامر کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو مَیں مسلمان ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زَید بن عَمْرو کا پیغام دیا اور سلام عرض کیا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا اور ان کیلئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا مَیں نے اس کو جنت میں اس طرح دیکھا کہ وہ اپنے دامن کو سمیٹ رہا تھا۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 156) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 290 سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

زید بن عَمْرو کو اپنے مُوَحّد ہونے پر نہایت فخر تھا۔ حضرت اَسماء بنتِ ابوبکر زمانہ جاہلیت کا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے زَید بن عَمْرو بن نُفَیل کو دیکھا کہ کعبے سے اپنی پیٹھ لگائے کھڑے یہ کہہ رہے تھے کہ اے قریش کے لوگو! اللہ کی قسم!! تم میں سے کوئی بھی میرے سِوا ابراہیم کے دین پر نہیں ہے۔ اور زَید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے جو عربوں کے بعض قبیلوں کی رسم تھی کہ بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ وہ نہیں گاڑتے تھے بلکہ جو شخص اپنی بیٹی مارنا چاہتا تھا، ان کو پتا لگ جاتا تو وہ اسے کہتے کہ اسے نہ مارو۔ مَیں اس کا خرچ اور خوراک تمہاری جگہ مہیا کروں گا۔ چنانچہ وہ اس کو لے لیتے۔ جب وہ جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے کہ اگر تم چاہو تو مَیں اسے تمہارے سپرد کیے دیتا ہوں اور اگر چاہو تو میں اس کے سب کام پورے کر دوں گا۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل مناقب الانصار باب حدیث زَید بن عمرو بن نُفَیل حدیث 3828) یعنی شادی وغیرہ کے خرچ بھی پورے کر دوں گا۔ ایک دوسری روایت میں حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں، پہلی روایت بخاری کی تھی اور دوسری اسماء الرجال کی کتاب ''اسد الغابہ'' کی ہے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں میں نے زَید بن عَمْرو بن نُفَیل کو کعبہ سے پیٹھ لگائے ہوئے کھڑے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اے قریش کے لوگو! اس ذات کی قسم!! جس کے ہاتھ میں زَید کی جان ہے کہ میرے سِوا تم میں سے کسی نے بھی ابراہیمؑ کے دین پر صبح نہیں کی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! کاش کہ مَیں تیری عبادت کا پسندیدہ طریق جانتا تو مَیں اسی طرح تیری عبادت کرتا لیکن میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرتے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 370369، زید بن عَمْرو بن نُفَیل دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)

سعید بن مُسَیِّب سے مروی ہے کہ زَید بن عَمْرو کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو یہ کہہ رہے تھے کہ مَیں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں۔

یہ ذکر تو حضرت سعید بن زیدؓ کا ہو رہا تھا۔ ان کے والد کا ذکر ضمناً آ گیا اور بیٹے کو بھی اسلام میں جو مقام ملا اور پھر باپ کی جو نیکیاں تھیں اس کی وجہ سے یہ بھی تاریخ میں محفوظ ہو گیا اور اس لیے مَیں نے یہاں بیان بھی کر دیا کیونکہ

یہ روایتیں بخاری میں بھی ملتی ہیں۔ بہرحال اب حضرت سعید بن زیدؓ کا بقایا ذکر کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے زَید بن عَمْرو کے متعلق دریافت کیا۔ یعنی حضرت سعیدؓ کے والد کے بارے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ زَید بن عَمْرو کی مغفرت کرے اور ان پر رحم کرے۔ ان کی موت دینِ ابراہیم پر ہوئی۔ اس کے بعد جب بھی مسلمان زَید بن عَمْرو کا ذکر کرتے تو ان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 156-157)(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 291 سعید بن زید و من بنی عدی بن کعب بن لُؤَیٍّ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زَید بن عَمْرو کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا وہ قیامت کے دن اکیلے ایک امّت کے برابر اٹھائے جائیں گے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 368 زید بن عَمْرو بن نُفَیل دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت سعید بن زَید حضرت عمر کے بہنوئی تھے اور حضرت سعید بن زَید کی ہمشیرہ عاتکہ بنت زَید حضرت عمرؓ کے عقد میں آئی تھیں۔ حضرت سعید بن زیدؓ اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت خطابؓ اوائل اسلام میں مسلمان ہو گئے تھے، شروع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ایمان لے آئے تھے اور حضرت سعیدؓ کی اہلیہ جیسا کہ پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سبب بنی تھیں۔(اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 476 سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 292 سعید بن زید و من بنی عدی بن کعب بن لُؤَیٍّ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء)

اس کی تفصیل تو پچھلی دفعہ حضرت خَبّاب بن اَرَتؓ کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے لیکن بہرحال یہاں کیونکہ حضرت سعیدؓ کا حوالہ بھی ہے اس لیے مختصراً کچھ بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کو اسلام لائے ابھی صرف چند دن گذرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک اور خوشی کا موقع دکھایا اور حضرت عمرؓ بھی جو اسلام کے اشد مخالف تھے وہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمرؓ میں سختی کا مادہ تو پہلے ہی تھا۔ ان کی فطرت میں ہی تھا لیکن اسلام کی عداوت نے، دشمنی نے اسے اَور بھی زیادہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اسلام سے قبل غریب اور کمزور مسلمانوں کو ان کے اسلام لانے کی وجہ سے بہت زیادہ تکلیف دیا کرتے تھے۔ ایک دن انہیں خیال آیا کہ ان کو تو میں تکلیفیں دیتا رہتا ہوں لیکن یہ لوگ تو (پھر بھی) باز نہیں آتے اور اپنے ایمان پر پکے ہیں تو کیوں نہ اس فتنہ کے بانی کو ختم کر دیا جائے۔ اس نیت سے گھر سے نکلے۔ ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ راستہ میں ایک شخص ملا انہوں نے کہا عمر! بڑے غصہ میں ننگی تلوار لے کر کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا آج میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کرنے جا رہا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فوراً اپنا رخ پلٹا اور اپنی بہن کے گھر کی طرف چلے گئے۔ جب گھر کے قریب پہنچے تو اندر سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ خَبّاب بن اَرَتؓ بڑی خوش الحانی سے وہ پڑھ رہے تھے۔ یہ آواز سن کر حضرت عمرؓ کا غصہ اَور بڑھ گیا۔ جلدی سے ایک دم دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوئے۔ بہرحال اس آہٹ سے خبابؓ تو فوراً کہیں چھپ گئے۔ پردہ یا کسی جگہ کوئی چھپنے کی جگہ تھی اور فاطمہ نے جو اُن کی بہن تھیں انہوں نے فوری طور پر قرآن شریف کے اوراق بھی اِدھر اُدھر چھپا دیے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت سعیدؓ سے کہا کہ سنا ہے تم لوگ اپنے دین سے پھِر گئے ہو؟ اور یہ کہہ کے مارنے کے لیے اپنے بہنوئی سعید بن زیدؓ سے لپٹ گئے۔ فاطمہ اپنے خاوند کو بچانے کے لیے بیچ میں آ گئیں لیکن اس وقت حضرت عمرؓ کا حملہ ایسا تھا کہ حضرت فاطمہؓ بھی اس کی زد میں آ گئیں اور زخمی بھی ہو گئیں۔ بہرحال زخمی ہونے کے بعد فاطمہ کی جرأت بڑھی۔ انہوں نے بڑے جوش سے کہا کہ ہاں عمر ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ جو تمہارے سے ہو سکتا ہے کر لو لیکن ہم اسلام کو نہیں چھوڑیں گے۔ بہرحال بہن کا یہ جرأت مندانہ اور دلیرانہ کلام سنا، یہ بات سنی تو آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا۔ اور جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ بہن بھی خون و خون ہوئی ہوئی ہے۔ اُس کو بھی ایسی چوٹ لگی تھی کہ چہرے سے خون بہ رہا تھا۔ اس نظارے کا حضرت عمرؓ کی طبیعت پر بڑا اثر ہوا اور فوراً انہوں نے کہا اچھا مجھے اپنا وہ کلام تو دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ فاطمہؓ نے کہا اس طرح نہیں۔ کیونکہ تم ان اوراق کو ضائع کر دو گے۔ عمرؓ نے جواب دیا کہ نہیں۔ نہیں کرتا۔ واپس کر دوں گا۔ تو اس پر حضرت فاطمہؓ نے کہا پھر بھی اس طرح نہیں دکھایا جا سکتا۔ پہلے تم جا کے غسل کر لو، پھر دیکھنا۔ چنانچہ جب غسل کر کے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے قرآن کریم کے اوراق نکال کر ان کے سامنے رکھ دیے۔ انہوں نے اٹھا کر دیکھا تو سورۃ طٰہٰ کی یہ ابتدائی آیات تھیں اور حضرت عمرؓ بڑے مرعوب دل کے ساتھ انہیں پڑھنے لگے۔ فطرت سعید تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی تھی۔ جب پڑھنا شروع کیا تو ہر ہر لفظ ان کے دل میں اترتا گیا اور پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے، یہ دو آیات ہیں کہ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ۔ اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡہَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی (طٰہٰ:15-16) یعنی مَیں ہی اس دنیا کا واحد خالق و مالک ہوں۔ میرے سوا اَور کوئی قابل پرستش نہیں۔ پس تمہیں چاہیے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد کے لیے اپنی دعاؤں کو وقف کر دو۔ دیکھو موعود گھڑی جلد آنے والی ہے مگر ہم اس کے وقت کو مخفی رکھے ہوئے ہیں تا کہ ہر شخص اپنے کیے کا سچا بدلہ پا سکے۔

جب حضرت عمرؓ نے یہ آیت پڑھی تو گویا ان کی آنکھ کھل گئی اور بے اختیار ہو کے بولے۔ کیسا عجیب کلام ہے؟ کیسا پاک کلام ہے؟ خَبّابؓ نے جب یہ الفاظ سنے، وہ چھپے ہوئے تھے تو فوراً باہر نکل آئے اور خدا کا شکر ادا کیا اور پھر انہوں نے کہا کہ یہ جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے یہ رسول اللہؐ کی دعا کا نتیجہ ہے کیونکہ خدا کی قسم! ابھی کل ہی مَیں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے سنا تھا کہ یا اللہ! تُو عمر ابن الخطاب یا عَمْرو بن ہشام یعنی ابوجہل میں سے کوئی ایک ضرور اسلام کو عطا کر دے۔ بہرحال حضرت عمرؓ نے اس بات پر حضرت خَبّابؓ سے کہا کہ مجھے ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتاؤ۔ کہاں ہیں وہ؟ اور تلوار بھی انہوں نے نیام میں نہیں ڈالی ہوئی تھی۔ اسی طرح کھینچی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں دارِ ارقم میں ہوتے تھے۔ چنانچہ خَبّابؓ نے انہیں وہاں کا پتہ بتا دیا۔ حضرت عمر وہاں گئے۔ دروازے پر پہنچ کے زور سے دستک دی۔ صحابہؓ نے دروازے کی دراڑ سے دیکھا تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ ننگی تلوار لیے کھڑے ہیں اور یہ دیکھ کر دروازہ کھولنے میں تأمل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ حضرت حمزہؓ نے بھی کہا (حضرت حمزہؓ بھی وہاں موجود تھے) کہ دروازہ کھول دو۔ اگر تو نیک ارادے سے آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اگر بد ارادہ ہوا تو اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا۔ دروازہ کھولا گیا۔ حضرت عمرؓ ننگی تلوار لیے اندر داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا پلو پکڑ کے کھینچا اور فرمایا عمر کس ارادے سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں مسلمان ہونے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ سنے تو خوشی سے اللہ اکبر! کہا اور یہ لکھا ہے کہ ساتھ ہی صحابہؓ نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ مکہ کی پہاڑیاں بھی گونج اٹھیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 157 تا 159)

تو یہ حضرت سعیدؓ تھے جو حضرت عمرؓ کے بھی اسلام لانے کا ذریعہ بنے۔ حضرت سعید بن زیدؓ اولین مہاجرین میں سے تھے۔ مدینہ پہنچ کر حضرت رِفَاعَہ بن عَبدُ المُنذِر کے ہاں ٹھہرے جو حضرت اَبُولُبَابَہ کے بھائی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مؤاخات حضرت رَافِع بن مالکؓ سے جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت اُبَی بن کَعبؓ سے کروائی۔ حضرت سعید بن زیدؓ غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔(اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 476 سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 292 سعید بن زید و من بنی عدی بن کعب بن لُؤَیٍّ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء) اور اسی وجہ سے ان سب صحابہؓ کو جن کو کسی نہ کسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامل فرمایا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان کو کسی رنگ میں بھی حصہ دے کر شامل فرمایا گیا ان کو بدری صحابہؓ میں شمار کیا جا رہا ہے۔

ان کی جنگ بدر میں نہ شامل ہونے کی وجہ حضرت طلحہ بن عُبَیدُ اللہؓ کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے تاہم یہاں بھی بیان کرنا ضروری ہے اس لیے بیان کر دیتا ہوں۔ ویسے بھی اس کو دو تین مہینے گزر گئے ہیں اور یہاں بیان کرنا ضروری بھی ہے۔

بہرحال حضرت سعید بن زیدؓ کی جنگِ بدر میں شریک نہ ہونے کی جو وجہ بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ایک قافلے کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپؐ نے مدینے سے اپنی روانگی سے دس روز پہلے حضرت طلحہ بن عُبَیدُ اللہؓ اور حضرت سعید بن زَیدؓ کو قافلے کی خبر رسانی کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں حَوراء پہنچے۔ یہ وہاں ایک جگہ ہے۔ وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ قافلہ ان کے پاس سے گزرا۔ حَوْرَاء بحیرۂ احمر پر واقع ایک پڑاؤ ہے جہاں سے حجاز اور شام کے درمیان چلنے والے قافلے گذرتے تھے۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہؓ اور حضرت سعیدؓ کے واپس آنے سے پہلے ہی یہ خبر معلوم ہو گئی کہ وہ قافلہ تو وہاں سے گذر کے چلا گیا ہے۔ اب اس طرف آنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اس وقت وہ قافلہ ادھر آنے کی بجائے جب گذر گیا تو ابھی صحیح حالات کی خبر تو نہیں تھی لیکن یہ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچ گئی کہ قافلہ وہاں سے گذر گیا ہے۔ اس پر آپؐ نے صحابہ کو بلایا اور قریش کے قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے مگر قافلہ ساحل کے ساتھ راستے سے تیزی سے نکل گیا اور تلاش کرنے والوں سے بچنے کے لیے دن رات چلتا رہا۔ قافلے والوں نے بھی اپنا راستہ بدل لیا تو ادھر ٹکراؤ نہیں ہوا۔ جس راستے سے ان کے آنے کی توقع تھی وہاں سے نہیں گزرا بلکہ ایک چکر کاٹ کے ساحل کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت طلحہ بن عُبَید اللہؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کی خبر دیں۔ ان دونوں کو آپؐ کی غزوۂ بدر کے لیے روانگی کا علم نہیں تھا۔ یہ مدینہ اس دن پہنچے جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں قریش کے لشکر سے مقابلہ کیا تھا۔ یہ دونوں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپؐ کی بدر سے واپسی پر تُرْبَان میں ملے۔ تُرْبَان مدینہ سے انیس میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے جس میں کثرت سے میٹھے پانی کے کنویں ہیں۔ غزوۂ بدر کے لیے جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا تھا۔ یہ تجارتی قافلہ دوسرا تھا جو ادھر سے نکل گیا لیکن مکّے سے حملہ کرنے کے لیے جو ایک فوج آئی تھی وہ دوسری تھی جن کی بدر کے مقام پر مڈھ بھیڑ ہوئی لیکن بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے

ارشاد باری تعالیٰ

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ (سورۃ البقرہ:287)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا

اس کیلئے ہے جو اس نے کمایا اور اس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے (بدی) کا اکتساب کیا

طالبِ دُعا: دھانو شیر پا، جماعت احمدیہ دیو منتانگ (سکم)

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا (سورۃ البقرہ:287)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ ہمارا مواخذہ نہ کر

اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

نکلے تھے کہ اس قافلے کو دیکھیں کہ ان کی نیت کیا ہے۔ یہ نہیں پتا تھا کہ ایک فوج بھی آ رہی ہے۔ بہرحال آگے ذکر یہ ہے کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعیدؓ جنگ میں شامل نہ ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مالِ غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا اور یہ دونوں بدر میں شاملین ہی قرار دیے گئے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 292-293 سعید بن زید ومن بنی عدی بن کعب بن لُؤَیٍّ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (السیرۃ النبویۃ علیٰ ضوء القرآن والسنۃ جلد 2 صفحہ 123) (فرہنگ سیرت صفحہ 75 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

حضرت سعید بن زَیدؓ عشرہ مبشرہ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہؓ میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی دنیا میں جنت کی خوشخبری ملی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن زیدؓ اور ابوعُبَیدہ بن الجَرّاحؓ میں سے ایک ایک کا نام لے کر فرمایا کہ یہ جنتی ہیں۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 155)

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نو لوگوں کے بارے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی یہی کہوں، گواہی دوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا۔ کہا گیا وہ کیسے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حراء پہاڑ پر تھے تو وہ ہلنے لگا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر ارہ اے حِرَاء! یقیناً تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید ہے۔ کسی نے پوچھا وہ دس جنتی لوگ کون ہیں؟ حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔ اور کہا گیا کہ دسواں کون ہے تو حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا وہ میں۔ (سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی الاعور واسمہ سعید بن زَید حدیث 3757) (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 478 سعید بن زَید دارالکتب العلمیۃ بیروت 2016)

سعید بن جُبَیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ میدانِ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوتے یعنی آپؐ کا دفاع کرتے اور نماز میں آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوتے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 478 سعید بن زید دارالکتب العلمیۃ)

حکیم بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سعید بن زیدؓ کی انگوٹھی میں قرآن کریم کی آیت لکھی ہوئی دیکھی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 294 سعید بن زید ومن بنی عدی بن کعب بن لُؤَیٍّ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء)

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں شام کے معرکے میں جب باقاعدہ فوج کشی ہوئی تو حضرت سعید بن زیدؓ حضرت ابوعبیدہؓ کے ماتحت پیدل فوج کی افسری پر متعین ہوئے۔ دمشق کے محاصرے اور یرموک کی فیصلہ کن جنگ میں نمایاں شجاعت اور جانبازی کے ساتھ شریک رہے۔ جنگ کے دوران حضرت سعید بن زَیدؓ کو دمشق کی گورنری پر مامور کیا گیا لیکن انہوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا کہ آپ لوگ جہاد کریں اور مَیں اس سے محروم رہوں۔ اس لیے خط پہنچتے ہی میری جگہ پر کسی اَور کو بھیج دیں اور مَیں جلد سے جلد آپ کے پاس پہنچتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے مجبوراً یزید بن ابوسفیان کو بھجوا دیا اور حضرت سعید بن زیدؓ دوبارہ جنگ میں شامل ہو گئے۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 164) (ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 2 ص 138 حضرت سعید بن زیدؓ مطبوعہ دار اشاعت)

حضرت سعید بن زیدؓ کے سامنے بہت سے انقلابات برپا ہوئے، بیسیوں خانہ جنگیاں پیش آئیں اور گو وہ اپنے زہد و اتقاء کے باعث ان جھگڑوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہے تاہم جس کی نسبت جو رائے رکھتے تھے اس کو آزادی کے ساتھ ظاہر کرنے میں تأمل بھی نہیں کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو وہ عموماً کوفہ کی مسجد میں فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگوں نے عثمانؓ کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے اگر احد پہاڑ متزلزل ہو جائے تو کچھ عجب نہیں۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ 139)

اسی طرح ایک روز کوفہ کی جامع مسجد میں مُغِیرہ بن شُعْبَہ نے حضرت علیؓ کی شان میں برا بھلا کہا تو حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا اے مغیرہ بن شعب! اے مغیرہ بن شعب! اے مغیرہ بن شعب! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دس جنت میں ہوں گے اور ان میں سے ایک حضرت علیؓ بھی تھے۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 165)

حضرت سعید بن زَیدؓ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ ان پر زمین پر قبضہ کرنے کا الزام لگایا گیا جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت سعید بن زیدؓ کی زمین کے ساتھ ملحقہ زمین ایک خاتون اَرْوٰی بنت اُوَیس کی تھی۔ اس نے حضرت معاویہؓ کی طرف سے مقرر کردہ مدینہ پر گورنر مَرْوَان بن حکم کے پاس شکایت کی کہ سعید نے ظلم سے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ مَرْوَان نے تحقیق کے لیے آدمی مقرر کیے تو حضرت سعید نے انہیں جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سننے کے بعد ظلم کر سکتا ہوں کہ جو ظلم کی راہ سے ایک بالشت زمین بھی غصب کرے گا قیامت کے دن ساتوں زمینیں اس کے گلے کا طوق ہوں گی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا اے خدا! اگر اَرْوٰی جھوٹ بولتی ہے تو اس کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک اس کی نظر نہ جاتی رہے اور اس کی قبر اس کے گھر کا کنواں نہ بنے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اَرْوٰی پہلے بصارت کی نعمت سے محروم ہوئی۔ پھر ایک روز چلتے ہوئے اپنے ہی گھر کے کنویں میں گر کر مر گئی۔ اس کے بعد یہ محاورہ بن گیا اور اہل مدینہ یہ کہنے لگے کہ أَعْمَاكَ اللّٰهُ كَمَا أَعْمَى أَرْوٰى کہ اللہ تجھے اسی طرح اندھا کرے جس طرح اس نے اَرْوٰی کو اندھا کیا تھا۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 477 سعید بن زَید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء) (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف جلد 2 صفحہ 164-165)

حضرت سعید بن زیدؓ نے پچاس یا اکاون ہجری میں تقریباً ستّر برس کی عمر میں جمعے کے دن وفات پائی۔ بعض روایات کے مطابق وفات کے وقت ان کی عمر ستّر سال سے متجاوز تھی، زیادہ تھی۔ نواح مدینہ میں بمقام عَقِیق ان کا مستقل مسکن تھا اور عقیق!! جزیرۂ عرب میں اس نام کی کئی وادیاں ہیں۔ ان میں سب سے اہم مدینہ کی وادی عقیق ہے جو مدینے کے جنوب مغرب سے شمال مشرق تک پھیلی ہوئی ہے اور اس میں مدینہ منورہ کی ساری وادیاں آ کر شامل ہو جاتی ہیں۔ بہرحال حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کی تیاری کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت سعید کی وفات کی خبر سنی تو وہ جمعہ پر نہیں گئے بلکہ اسی وقت عقیق کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت سعد بن ابی وَقاصؓ نے غسل دیا اور ان کی نعش مبارک لوگ کندھوں پر رکھ کر مدینہ لائے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ میں ان کی تدفین ہوئی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 478 سعید بن زَید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ 138 حضرت سعید بن زیدؓ مطبوعہ دار اشاعت کراچی) (فرہنگ سیرت، صفحہ 204 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کی وفات کی خبر سنی تو وہ جمعہ پر جانے کی تیاری کر رہے تھے لیکن وہ جمعہ پر نہ گئے اور ان کی طرف گئے اور انہیں غسل دیا، خوشبو لگائی اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی جبکہ عائشہ بنت سعد بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعید بن زَیدؓ کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے غسل دیا اور خوشبو لگائی پھر گھر آئے اور خود بھی غسل کیا۔ پھر جب گھر سے باہر نکلے تو کہا کہ حضرت سعید بن زَیدؓ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا بلکہ گرمی کی وجہ سے میں نے غسل کیا ہے۔ حضرت سعید بن زیدؓ کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھائی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن عمرؓ دونوں قبر میں اترے یعنی نعش کو لحد کے اندر رکھنے کے لیے لحد میں آئے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الثانی صفحہ 478 سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ 138 حضرت سعید بن زیدؓ مطبوعہ دار اشاعت کراچی)

حضرت سعید بن زیدؓ نے مختلف اوقات میں دس شادیاں کیں اور ان بیویوں سے تیرہ لڑکے اور انّیس لڑکیاں ان کی پیدا ہوئیں۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 292 سعید بن زید ومن بنی عدی بن کعب بن لُؤَیٍّ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء) (ماخوذ از سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ 140 حضرت سعید بن زیدؓ مطبوعہ دار اشاعت کراچی)

اگلا ذکر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہے۔ اس کا کچھ مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام زمانہ جاہلیت میں عَبدِ عُمَرو تھا اور دوسری روایت کے مطابق عَبْدُ الْكَعْبَہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو زُہرہ بن کِلَاب سے تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 92 عبدالرحمٰن بن عوف مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

سَہْلَہ بنت عاصِم بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ سفید، خوبصورت آنکھوں والے، لمبی پلکوں، لمبے ناک والے تھے۔ سامنے کے اوپر والے دانت میں سے کچلی والے دانت لمبے تھے۔ کانوں کے نیچے تک بال تھے۔ گردن لمبی، ہتھیلیاں مضبوط اور انگلیاں موٹی تھیں۔

(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 847 عبدالرحمٰن بن عوف مطبوعہ دار الجیل بیروت)

اِبراہیم بن سَعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ دراز قد، سفید رنگ جس میں سرخی کی آمیزش تھی، خوبرو، نرم جلد والے تھے۔ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پاؤں سے لنگڑے تھے۔ آپؓ کی یہ لنگڑاہٹ اُحُد کے بعد ہوئی کیونکہ اُحُد کے میدان میں راہ حق میں زخمی ہوئے تھے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 4 صفحہ 292 عبدالرحمٰن بن عوف مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان دس اصحاب میں شامل تھے جن کو ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت مل گئی تھی۔ آپؓ ان اصحابِ شوریٰ کے چھ افراد میں سے ایک ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے خلافت کے انتخاب کیلئے مقرر فرمایا اور ان افراد کے بارے میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت ان سب سے راضی تھے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 4 صفحہ 290 عبدالرحمٰن بن عوف مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو زندگی میں
ان کو مدّنظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب جامع الدعوات)

طالب دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (تلنگانہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور
ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے

(بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النیّۃ فی الایمان)

طالب دُعا: محمد معین الدین، صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی (تلنگانہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ عامُ الفِیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان قلیل افراد میں سے تھے جنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ابتدائی آٹھ اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دارِ ارقم کو تبلیغی مرکز بنایا تو آپؓ اس سے بھی پہلے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کر چکے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حبشہ کی طرف جانے والی دونوں ہجرتوں میں شامل تھے۔ (ماخوذ از روشن ستارے صفحہ 103-104)(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 92 عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت)

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ بیان کرتے ہیں جب ہم مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور سَعْد بِن رَبِیعؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ تو سَعْد بِن رَبِیعؓ نے کہا کہ مَیں انصار میں سے زیادہ مالدار ہوں۔ (یہ روایت سَعْد بِن رَبِیعؓ کے ذکر میں بھی آ چکی ہے لیکن بہرحال یہاں بھی ذکر کرتا ہوں۔) سو میں تقسیم کر کے نصف مال آپ کو دے دیتا ہوں اور میری دو بیویوں میں سے جو آپ پسند کریں میں آپ کے لیے اس سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے آپ نکاح کر لیں۔ یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کے اہل اور مال میں آپؓ کے لیے برکت رکھ دے۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں کوئی بازار ہے جس میں تجارت ہوتی ہو۔ حضرت سعدؓ نے بتایا کہ قَیْنُقَاع کا بازار ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ یہ معلوم کر کے صبح سویرے وہاں گئے۔ وہاں کاروبار کیا اور انہوں نے وہاں پنیر اور گھی منافع کے طور پر بچایا اور اسے لے کر حضرت سعدؓ کے گھر والوں کے پاس واپس پہنچے۔ پھر اسی طرح ہر صبح آپؓ وہاں بازار میں جاتے اور کاروبار کرتے رہے اور منافع کماتے رہے۔ ابھی کچھ عرصہ گزرا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ آئے اور ان پر زعفران کا نشان تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت سے۔ فرمایا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا ایک گٹھلی کے برابر سونا یا کہا سونے کی گٹھلی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کرو خواہ ایک بکری کا ہی سہی۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب وقول اللہ تعالیٰ واحل اللہ البیع الخ حدیث 2048-2049)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنے آپ کو اس حالت میں بھی دیکھا کہ اگر میں کوئی پتھر بھی اٹھاتا تو امید کرتا کہ نیچے سونا یا چاندی ملے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجارت میں اتنی برکت رکھ دی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 93 عبدالرحمٰن بن عوف مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ غزوۂ بدر، اُحد سمیت تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 95 عبدالرحمٰن بن عوف مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

جنگِ بدر کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مَیں بدر کی لڑائی میں صف میں کھڑا تھا کہ میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو انصاری لڑکے ہیں۔ ان کی عمریں چھوٹی ہیں۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ایسے لوگوں کے درمیان ہوتا جو ان سے زیادہ جوان اور تنومند ہوتے۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھے ہاتھ سے دبا کر پوچھا کہ چچا کیا ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں بھتیجے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میری آنکھ سے اس کی آنکھ جدا نہ ہوگی جب تک ہم دونوں میں سے وہ نہ مر جائے جس کی مدت پہلے مقدّر ہے۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں پھر دوسرے نے مجھے ہاتھ سے دبایا اس نے بھی مجھے اسی طرح پوچھا۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے ابوجہل کو لوگوں میں چکر لگاتے دیکھا۔ میں نے کہا دیکھو یہ ہے تمہارا وہ ساتھی جس کے متعلق تم نے مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں جلدی سے اپنی تلواریں لیے اس کی طرف لپکے اور اسے اتنا مارا کہ اس کو جان سے مار ڈالا اور پھر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کس نے اس کو مارا ہے۔ دونوں نے کہا میں نے اس کو مارا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ کر صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے تلواروں کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں نے ہی اس کو مارا ہے۔ اس کا سامانِ غنیمت مُعاذ بن عَمْرو بن جَمُوح کو ملے گا اور ان دونوں کا نام مُعاذ تھا۔ مُعاذ بن عَفْراء اور مُعاذ بن عَمْرِو بن جَمُوح۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

ابوجہل کے قتل کے سلسلہ میں یہ وضاحت پہلے بھی ہو چکی ہے۔ دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ بعض روایات میں ہے کہ عَفْراء کے دو بیٹوں مُعَوِّذؓ اور مُعاذؓ نے ابوجہل کو موت کے قریب پہنچا دیا تھا اور بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر تن سے جدا کیا تھا۔ امام ابنِ حَجَر نے اس احتمال کا اظہار کیا ہے کہ مُعاذ بن عَمْرو اور مُعاذ بن عَفْراء کے بعد مُعَوِّذ بِن عَفْراء نے بھی اس پر وار کیا ہوگا۔ یہ بھی شرحِ بخاری فتح الباری میں لکھا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب حدیث 3141، کتاب المغازی باب قتل ابی جہل حدیث 3961-3962)(فتح الباری شرح صحیح بخاری جزء 7 صفحہ 295-296 المکتبۃ السلفیۃ)

اس واقعے کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ابوجہل جو مکہ کے تمام گھرانوں کا سردار اور کفار کی فوج کا کمانڈر تھا جب بدر کی جنگ کے موقعے پر وہ فوج کی ترتیب کر رہا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ جیسا تجربہ کار جرنیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دائیں بائیں دو انصاری لڑکوں کو دیکھا جو پندرہ پندرہ سال کی عمر کے تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا آج دل کی حسرتیں نکالنے کا موقع نہیں۔ بدقسمتی سے میرے اردگرد نا تجربہ کار بچے اور وہ بھی انصاری بچے کھڑے ہیں جن کو جنگ سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ مَیں اسی ادھیڑ بُن میں تھا کہ دائیں طرف سے میرے پہلو میں کہنی لگی۔ مَیں نے سمجھا کہ دائیں طرف کا بچہ کچھ کہنا چاہتا ہے اور میں نے اس کی طرف اپنا منہ موڑا۔ اس نے کہا چچا ذرا جھک کر بات سنو۔ میں آپ کے کان میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں تا کہ میرا ساتھی اس بات کو سن نہ لے۔ وہ کہتے ہیں جب مَیں نے اپنا کان اس کی طرف جھکایا تو اس نے کہا چچا وہ ابوجہل کون سا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر دکھ دیا کرتا تھا۔ چچا میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں اس کو ماروں۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی اس کی یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ میرے بائیں پہلو میں کہنی لگی اور مَیں اپنے بائیں طرف کے بچہ کی طرف جھک گیا اور اس بائیں طرف والے بچہ نے بھی یہی کہا کہ چچا وہ ابوجہل کونسا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دکھ دیا کرتا تھا؟ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آج اس کو ماروں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں باوجود تجربہ کار سپاہی ہونے کے میرے دل میں یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ابوجہل جو فوج کا کمانڈر تھا، جو تجربہ کار سپاہیوں کے حلقہ میں کھڑا تھا اس کو میں مار سکتا ہوں۔ میں نے انگلی اٹھائی اور ایک ہی وقت میں ان دونوں لڑکوں کو بتایا کہ وہ سامنے جو شخص خود پہنے زرہ میں چھپا ہوا کھڑا ہے جس کے سامنے مضبوط اور بہادر جرنیل ننگی تلواریں اپنے ہاتھوں میں لیے کھڑے ہیں وہ ابوجہل ہے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ میں ان کو بتاؤں کہ تمہارے جیسے ناتجربہ کار بچوں کے اختیار سے یہ بات باہر ہے مگر وہ، (عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ) میری وہ انگلی جو اشارہ کر رہی تھی ابھی نیچے نہیں جھکی تھی کہ جیسے باز چڑیا پر حملہ کرتا ہے اسی طرح وہ دونوں انصاری بچے کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے ابوجہل کی طرف دوڑنا شروع ہوئے۔ ابوجہل کے آگے عکرمہ اس کا بیٹا کھڑا تھا جو بڑا بہادر اور تجربہ کار جرنیل تھا مگر یہ انصاری بچے اس تیزی سے گئے کہ کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ کس مقصد کے لیے یہ آگے بڑھے ہیں اور دیکھتے دیکھتے ابوجہل پر حملہ کرنے کے لیے کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے عین پہرہ داروں تک جا پہنچے۔ ننگی تلواریں اپنے ہاتھ میں لیے جو پہرے دار کھڑے تھے وہ وقت پر اپنی تلواریں بھی نیچے نہ لا سکے۔ صرف ایک پہرے دار کی تلوار نیچے جھک سکی اور ایک انصاری لڑکے کا بازو کٹ گیا مگر جن کو جان دینا آسان معلوم ہوتا تھا ان کے لیے بازو کا کٹنا کیا روک بن سکتا تھا۔ جس طرح پہاڑ پر سے پتھر گرتا ہے اسی طرح وہ دونوں لڑکے پہرہ داروں پر دباؤ ڈالتے ہوئے ابوجہل پر جا گرے اور جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی کفار کے کمانڈر کو جا گرایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں جنگ کے آخری وقت میں وہاں پہنچا جہاں ابوجہل جان کندنی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا سناؤ کیا حال ہے؟ اس نے کہا مر رہا ہوں۔ پر حسرت سے مر رہا ہوں کیونکہ مرنا تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ دل کی حسرت نکالنے سے پہلے انصار کے دو چھوکروں نے مجھے مار گرایا۔ مکہ کے لوگ انصار کو بہت حقیر سمجھا کرتے تھے۔ اس لیے اس نے افسوس کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور کہا یہی حسرت ہے جو اپنے دل میں لیے مر رہا ہوں کہ انصار کے دو چھوکروں نے مجھے مار ڈالا۔ پھر وہ ان سے کہنے لگا میں اس قدر شدید تکلیف میں ہوں۔ عبداللہ بن مسعود کو ابوجہل نے کہا کہ میں بڑی شدید تکلیف میں ہوں۔ کیا تم مجھ پر، میرے پر ایک احسان کرو گے۔ اگر تلوار کے ایک وار سے میرا خاتمہ کر دو مگر دیکھنا میری گردن ذرا لمبی کاٹنا کہ جرنیل کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی گردن لمبی کاٹی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کی یہ بات تو مان لی کہ مجھے قتل کر دو اور اس دکھ سے بچا لو مگر انہوں نے ٹھوڑی کے پاس سے اس کی گردن کو کاٹا۔ گویا مرتے وقت اس کی یہ حسرت بھی پوری نہ ہوئی کہ اس کی گردن لمبی کاٹی جائے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 100-101)

حضرت مصلح موعودؓ نے قربانیوں کے ضمن میں یہ ذکر، یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ کس طرح بچوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت تھی اور کس طرح آپؐ کے دشمن سے وہ بدلہ لینا چاہتے تھے۔

یہ واقعہ پہلے بھی ایک دو دفعہ بیان ہو چکا ہے لیکن بہرحال یہ قربانیاں تھیں، یہ محبت تھی اور ان سب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عشق تھا جس کی وجہ سے ان کو اپنی جانوں کی پروا نہیں تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا باقی ذکر جو ہے ان شاء اللہ آئندہ کروں گا۔

……☆……☆……☆……

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

روحانیت میں ترقی کی پہلی سیڑھی نماز ہے

جوانی میں عبادت خدا تعالیٰ کے ہاں خاص مقبولیت رکھتی ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی 2019)

طالبِ دُعا: ذیشان احمد ولد سردار احمد صاحب مرحوم اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ امروہہ (یو۔پی)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

نماز کی اہمیت کو سمجھیں اور انہیں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں

یہ ایسی بابرکت عبادت ہے جو بندے کو اپنے خالق سے ملاتی ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی 2019)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

ہیں وہ اپنے مقصد پیدائش کو پہچانتے ہیں اور پہچانیں گے اور میرے قریب آتے ہیں اور آنے کی کوشش کریں گے اور میں ان کی شکرگزاری کی وجہ سے ان کے میری طرف آنے کی وجہ سے انہیں پھر اَور مزید انعامات سے نوازتا چلا جاؤں گا۔ پس ہمارے فائدے کیلئے یہ باتیں ہیں نہ کہ خدا تعالیٰ کے فائدے کیلئے۔

یہاں دنیا والے، اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام حقوق کی حفاظت نہیں کرتا۔ اس وقت میں اس حوالے سے ان حقوق میں سے بعض حقوق کا ذکر کروں گا جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ حقوق ہر زمانے کیلئے قائم ہیں اور یہی حقوق جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا امن کی حقیقی ضمانت ہیں۔ ان لوگوں نے تو حقوق کے نام پر دنیا میں ایک فساد پیدا کیا ہوا ہے اور الزام یہ دیتے ہیں کہ اسلام حقوق کی حفاظت نہیں کرتا اور اسلام کے نام پر دنیا کا امن برباد ہو رہا ہے۔ قرآنِ کریم ایک جامع اور مکمل کتاب ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ذکر ہے۔ اس وقت مَیں حقوق العباد کے حوالے سے قرآنی آیات پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا (النساء: 37) اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہے۔

اب دیکھیں یہ خوبصورت تعلیم۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس تعلیم میں اپنی عبادت کے ساتھ قربت کے تعلقات کے مطابق حق ادا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے کہ کس طرح تم نے بندوں کے حق ادا کرنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاشرے کے امن اور حق قائم کرنے کی نصیحت فرمائی ان میں ایک یہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

(سنن الترمذی ابواب البرّ والصّلۃ بَابُ مَا جَاءَ فِی الشُّکْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَیْکَ حدیث 1954)

آپس میں تمہارے جو تعلقات ہیں، لین دین ہے اس میں اگر تمہاری شکرگزاری کے اظہار ہوں گے تو پھر تمہارے حق بھی صحیح قائم ہوں گے اور معاشرے کا امن بھی صحیح طرح قائم ہوگا۔ اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح ان حقوق کی ادائیگی کی قرآن و حدیث کی روشنی میں نصیحت فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی اطاعت، عبادت، توحید ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گو یا اخلاقی حصے میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قائم ہو سکتا ہے۔ کسی میں قوتِ غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے، غصہ جلدی آجاتا ہے، جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے نہ زبان۔ دل سے اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے۔ کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل الایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ فرماتے ہیں پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہیے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب کیے جائیں تو اس کو برا لگے۔ فرمایا کہ اوّل تو ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اُنس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ بُغض حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔ فرمایا کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کیلئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبرگیری کیلئے تیار نہیں ہوتا یا اگر وہ کسی اَور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کیلئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اسکے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔

اور یہاں ان ترقی یافتہ ملکوں میں گزشتہ ایک سروے تھا اس سے پتا لگا کہ سب سے زیادہ جو چیریٹی دینے والے لوگ ہیں وہ مذہبی لوگ ہیں اور ان میں بھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ اس کا رواج ہے۔ دنیا داروں میں جو حقوق قائم کرنے والے ہیں وہ چیریٹی کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ ہاں اس بات پر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہماری اتنی چیریٹی فلاں فلاں آرگنائزیشن نے اکٹھی کر لی لیکن خود اس طرف توجہ نہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہیے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ فرمایا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہیں کھلایا۔ تو کب پیاسا تھا جو ہم نے پانی نہیں پلایا اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہیں کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اَور جماعت کو کہے گا کہ شاباش تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔ غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوعِ انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اسکے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہوتا ہے۔

فرماتے ہیں پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔ فرمایا یاد رکھو! ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اَور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 7 صفحہ 278 تا 283)

یہ ایک عمومی نصیحت آپؑ نے ہمیں فرما دی اور یہی وہ تعلیم ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ ہے جس میں تمام حقوق قائم کیے گئے ہیں۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ مذہب پر چلنے والے لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرنے والے ہوتے۔ صرف یہی سمجھتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کر لی اور کافی ہو گیا۔ اس عمومی نصیحت کے بعد اب میں بعض انفرادی حقوق کے بارے میں بیان کرتا ہوں جن کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ۔ وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل: 24، 25) اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے حسن کا سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کیلئے رحم سے عجز کا پر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دنوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔ پھر والدین کے حقوق اور ان سے سلوک کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ ۚ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَہۡنًا عَلٰی وَہۡنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡکَ ؕ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ ۔ وَاِنۡ جَاہَدٰکَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡہُمَا وَصَاحِبۡہُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (لقمان: 15، 16) اور ہم نے انسان کو اسکے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی اسکی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں مکمل ہوا اور اسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اگر وہ دونوں بھی تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر اور ان دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ اور اس کے راستے کی اتباع کر جو میری طرف جھکا۔ پھر میری طرف ہی تمہارا لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں اس سے آگاہ کروں گا جو تم کرتے رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ تو ضرور فرما دیا کہ تم نے شرک نہیں کرنا اور اگر والدین کا ایسا کوئی شرک کا حکم ہے وہ نہیں ماننا لیکن اس کے باوجود تم نے جو ان کے حقوق ہیں وہ ادا کرنے ہیں وہ حقوق تلف نہیں کرنے کبھی ان کو کبھی بھولنا نہیں۔ پھر ایک حدیث میں آیا ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ کس کا حق ہے کہ میں اس

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دُور کر سکتے ہیں
اور نہ کوئی اور حیلہ، اس کیلئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دُعا ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 132)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز اور بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اسلام نے بڑے بڑے مصائب کے دن گزارے ہیں
اب اس کا خزاں گزر چکا ہے اور اب اس کے واسطے موسم بہار ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 165)

طالبِ دُعا: افرادِ خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اروَل (بہار)

کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں کا۔ عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا تیری ماں کا۔ عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا تیری ماں کا۔ عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا تیرے باپ کا۔ (صحیح البخاری کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ حدیث 5971)

تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ فرمایا کیونکہ تیری ماں نے کمزوری میں تجھے پالا، پیدا کیا، پیدائش کے عرصے سے گزری اس لیے اسکا حق بہر حال زیادہ ہے۔

ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ ایک گھر والے نے ہمیں بتایا اور انہوں نے حضرت عبد اللہؓ کے گھر کی طرف اشارہ کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہے؟ فرمایا نماز وقت پر پڑھنا۔ انہوں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر والدین سے اچھا سلوک کرنا۔ انہوں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت عبد اللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین باتیں مجھے بتائیں۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا حدیث 527)

پھر والدین کے حقوق کے بارے میں ایک اَور روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے جہاد کے متعلق اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم ان کی خدمت میں رہ کر جہاد کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد و السیر، باب الجہاد باذن الابوین حدیث 3004)

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ اسماء بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ ابھی مشرک ہی تھیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔ میں نے کہا میری والدہ شوق سے میرے پاس آئی ہیں کیا میں ان سے نیک سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اپنی والدہ سے نیک سلوک کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الھبۃ وفضلھا...... باب الھدیۃ للمشرکین حدیث 2620)

آج حقوق قائم کروانے کا اعلان کرنے والے تو حقوق کے نام پر والدین اور بچوں میں دوریاں ڈال رہے ہیں۔ کوئی تربیتی بات بھی اگر والدین بچوں کو کر دیں تو بچوں کے حقوق کا جو ادارہ ہے فوراً آجاتا ہے۔ بچے نے سکول میں جا کے کوئی بات کر دی چاہے معمولی سی بات ہی ہو، والدین نے کی ہو تو فوراً والدین سے پوچھ گچھ شروع ہو جاتی ہے۔ اب خود یہ لوگ شور کرنے لگ گئے ہیں۔ ان میں ایسے طبقے اٹھنے لگ گئے ہیں، لوگوں کی آوازیں اٹھنے لگ گئی ہیں اور اب میڈیا میں بھی آنے لگ گئی ہیں کہ یہ کیا تماشا بنایا ہوا ہے تم لوگوں نے کہ ذرا ذرا سی بات پر ہمارے بچوں کو تم خراب کرنے لگے ہو بجائے ان کی اصلاح کرنے کے اور تربیت کرنے کے۔

والدین کے حقوق کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ماں باپ سے بدسلوکی کرتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جیسا کہ فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور اُمورِ معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں (بیان فرما رہے ہیں کہ جو معروف اُمور ہیں جو خلاف قرآن نہیں ہیں) ان میں اگر ان کی بات نہیں مانتے تو پھر تمہارا میرے سے کوئی تعلق نہیں۔ فرمایا کہ اُمورِ معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(ماخوذ از کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کیلئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف کو منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آ سکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری طرح مصروفیت کی وجہ سے۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ اُن سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی اور ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کیلئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟‘‘ فرمایا کہ ’’ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 295 تا 296)

پس ہم تو یہ حق والدین کو دینا چاہتے ہیں، ہم نے تو اس نصیحت پر عمل کرنا ہے اور کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتائی، اس کے رسول نے بتائی اور پھر اس زمانے میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے اور حکومت بچوں کو آزادی کے نام پر ان کو والدین کے خلاف کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر والدین کے حقوق قائم کیے ہیں تو یہ نہیں کہ صرف والدین کے حقوق قائم کر دیے اور بچوں کو محروم کر دیا۔ بچوں کو بھی ان کے حقوق سے محروم نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (الانعام: 152) کہ رزق کے خوف کی تنگی سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

اور اولاد کا قتل کیا ہے؟ ان کی صحیح پرورش نہ کرنا۔ ان کی دیکھ بھال نہ کرنا۔ ان کی تعلیم کا خیال نہ رکھنا۔ ان کی ضروریات کو پوری نہ کرنا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بھی حقوق قائم فرما دیے۔

پھر ایک جگہ فرمایا کہ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل: 32) اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (الطور: 22) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کی بدولت ان کی پیروی کی ان کے ساتھ ہم ان کی اولاد کو بھی ملا دیں گے جبکہ ان کے عمل میں سے انہیں کچھ بھی کم نہیں دیں گے۔ ہر شخص اپنے کمائے ہوئے کا رَہین ہے۔

اولاد کا ایمان، ان کی صحیح تربیت، ان کی نیک تربیت، ان کا خیال رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والا بنانا یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی جزا بھی دیتا ہے۔

پھر وراثت کے معاملات ہیں تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق قائم فرمائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب 3 حدیث 3671)

پھر ایک موقعے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والد کا اولاد کیلئے حسن تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند جد ایوب بن موسیٰ حدیث 16830 جلد 5 صفحہ 716 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

احسن رنگ کی تربیت جو ہے وہ سب سے بہترین تحفہ ہے۔ یہ حق ہے اولاد کا اس کو تم نے قائم کرنا ہے۔ پس یہ وہ تعلیم ہے جس پہ ہمیں عمل کرنے کا حکم ہے اور یہ وہ تعلیم ہے جو معاشرے میں پُرامن فضا پیدا کرنے والی ہے، معاشرے کو پُرامن بنانے والی ہیں۔ اگلی نسلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے والی ہے، اگلی نسلوں میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کیلئے ایک جوش اور ایک جذبہ پیدا کرنے والی ہے۔ پس اس تربیت کی طرف ہمیں توجہ کی ضرورت ہے نہ کہ اس طرف کہ ہم دنیاداروں سے متاثر ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ نیک تربیت اولاد کا حق ہے فرمایا کہ ’’اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کیلئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 372 تا 373)

پس یہ بھی اولاد کا حق ہے کہ ان کو برائیوں سے بچانے کی کوشش کی جائے، ان کی تربیت کی جائے، اور ان کو معاشرے کا فعال حصہ بنایا جائے نہ یہ کہ ان کو کچھ کہا ہی نہ جائے اور ذرا سا کچھ کہہ دیا کسی نے تو فوراً ان کے حقوق کے ادارے سامنے آ گئے۔ آج کل ماں باپ کی علیحدگی کی صورت میں جو ماں اور باپ کے بچوں کے حوالے سے حقوق قائم ہوتے ہیں یا حقوق قائم کیے گئے ہیں، ان حکومتوں نے کیے ہیں یہ حقوق اور اس سے بہتر حقوق آج سے پندرہ سو سال پہلے اسلام نے قائم کر دیے تھے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرۃ: 234) اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں اس مرد کی خاطر جو رضاعت کی مدت کو مکمل کرنا چاہتا ہے اور جس مرد کا بچہ ہے اس کے ذمہ ایسی عورتوں کا نان نفقہ اور اوڑھنا بچھونا معروف کے مطابق ہے۔ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ ماں کو اس کے بچے کے تعلق میں تکلیف نہ دی جائے اور نہ ہی باپ کو اس کے بچے کے تعلق میں اور وارث پر بھی ایسے ہی حکم کا اطلاق ہوگا۔ پس اگر وہ دونوں باہم رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانے کا فیصلہ کر لیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو کسی اَور سے دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ جو کچھ معروف کے مطابق تم نے ان کو دینا تھا ان کے سپرد کر چکے ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یہاں عورت کے جذبات کا خیال بھی رکھا ہے، اسکی ضروریات کا خیال بھی رکھا، بچے کی ضرورت کا بھی خیال رکھا اور اس بات سے بھی روک دیا کہ بچے کے ماں یا باپ بچے کو ایک دوسرے کے لیے تکلیف دینے کا ذریعہ نہ بنائیں۔ بچے کی تربیت پر بھی اس سے اثر ہو سکتا ہے، یہ باتیں بچے کی تربیت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ کس خوبصورتی سے سب باتوں کا خیال رکھا ہے کہ علیحدہ ہو گئے ہو تو پھر، علیحدگی تو ہو گئی اور اگر اس دوران میں بچہ پیدا ہوتا ہے اور ماں بچے کو دودھ پلا رہی ہے تو اس کو نوکروں کی طرح نہیں

کلامُ الامام

اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں وہ خود دیکھتا ہے اور سُنتا ہے
اگر تم تین ہو تو چوتھا خدا ہوتا ہے، اس لئے خدا کو اپنا نمونہ دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 131)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (سابق صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

کلامُ الامام

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں
پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 131)

طالبِ دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شعبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل وضلع کولگام (جموں کشمیر)

رکھنا، وہ تمہاری ملازمہ نہیں ہے بلکہ اس کا حق ادا کرو جو اس ماں کا حق ہے۔ اس بچے کا حق اس کو دو کیونکہ وہ تمہارے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ پس یہ وہ حقوق ہیں جو قائم کر کے پھر معاشرے میں بعض ایسے حالات میں جہاں علیحدگیاں ہو بھی جائیں فساد کا باعث نہیں بنتے۔ پھر بچوں اور خاص طور پر یتیم بچوں کے حق قائم کیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ أَمۡوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ قِيَامًا وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا وَاكۡسُوۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا۔ وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰٓى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡٓا إِلَيۡهِمۡ أَمۡوَالَهُمۡ وَلَا تَأۡكُلُوۡهَآ إِسۡرَافًا وَّبِدَارًا أَنۡ يَّكۡبَرُوۡا وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَأۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ فَإِذَا دَفَعۡتُمۡ إِلَيۡهِمۡ أَمۡوَالَهُمۡ فَأَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا (النساء :7،6) اور بے عقلوں کے سپرد اپنے وہ اموال نہ کیا کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اقتصادی قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور انہیں ان اموال میں سے کھلاؤ اور انہیں پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہا کرو اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پس اگر تم ان میں عقل کے آثار محسوس کرو تو ان کے اموال ان کو واپس کر دو اور اس ڈر سے اسراف اور تیزی کے ساتھ ان کو نہ کھاؤ کہ کہیں وہ بڑے نہ ہو جائیں اور جو امیر ہو تو چاہیے کہ اس کا مال کھانے سے کلی اعراض کرے۔ ہاں جو غریب ہو وہ مناسب طریق پر کھائے۔ پھر جب تم ان کی طرف ان کے اموال لوٹاؤ تو ان پر گواہ ٹھہرا لیا کرو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کیلئے کافی ہے۔

یتیم بچوں کی پرورش کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کے مال اگر ہیں اور تم صاحبِ حیثیت ہو تو پھر یتیموں کی پرورش کا یہ حق ہے کہ ان کی پرورش کرو اور ان کے مال میں سے نہ کھاؤ اور اگر کوئی ایسا شخص ہے جسکی حیثیت اچھی نہیں اسکے سپرد یتیم پرورش کرنے کیلئے دیے گئے ہیں تو پھر اس مال میں سے جو یتیم کا مال ہے وہ کھا سکتا ہے لیکن اس نیت سے نہ کھاؤ کہ میں سب کچھ ہضم کر جاؤں بلکہ احتیاط سے استعمال کرو تا کہ جب یتیم بچہ بڑا ہو تو بقایا بچا ہوا مال اسکے کام آسکے اور پھر وہ مال اسکے سپرد کرو۔ یہ ہے وہ اسلام کی تعلیم اور یہ ہے وہ حق یتیموں کا جو اسلام قائم کرتا ہے۔

پھر بچوں پر شفقت کا سوال ہے اور صرف بچوں پر شفقت نہیں اگر دشمن کے بچے بھی ہیں تو ان پر بھی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح شفقت فرمائی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقعے پر ایک دستہ روانہ فرمایا انہوں نے مشرکین سے قتال کیا جس کا دائرہ وسیع ہوتے ہوتے ان کی اولاد کے قتل تک جا پہنچا۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بچوں کے قتل پر مجبور کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ تو محض مشرکین کے بچے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے جو بہترین لوگ ہیں، آج جو مسلمان ہوئے ہو تم لوگ مشرکین کی اولاد نہیں تھے؟ فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جسکے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ جو جان بھی دنیا میں جنم لیتی ہے وہ فطرت پر پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی زبان اپنا مافی الضمیر ادا کرنا شروع کر دے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند الاسود بن سریع، جلد 5، صفحہ 365، حدیث 15673 ،مطبوعہ بیروت 1998ء)

بچوں کا تو کوئی قصور نہیں ہے، بچوں پر کیوں ظلم ہوا ہے! اور اب جو حکومتیں اپنی طاقت کے بل بوتے پر ماؤں اور بچوں کو علیحدہ کر رہی ہیں اور اس طرح علیحدہ کر رہی ہیں کہ ان میں سے بعض کے حالات یہ ہیں کہ تمام زندگی ان کے ملنے کی صورت ہی کبھی نہیں پیدا ہو سکتی لیکن پھر بھی ان کے نزدیک اسلام کی تعلیم ظالمانہ ہے اور ان کے بنائے ہوئے قانون اور ان کے عمل منصفانہ ہیں۔

بچوں کے حق کے بارے میں ایک روایت ہے۔ عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بچوں سے رحم کا سلوک نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے حق کا پاس نہیں کرتا۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 644 ،مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، حدیث 6733، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر تمام بچوں کے ساتھ مساوی حقوق کا سوال ہے تو اس بارے میں ایک روایت ہے۔ نعمان بن بشیر نے روایت کی ہے کہ ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام دیا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اسی طرح دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسے واپس لے لو۔ (صحیح مسلم کتاب الھبات باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ حدیث 1623) پس یہ ہے وہ انصاف جو بچوں کے لیے بھی اسلام نے قائم کیا ہے۔

پھر بچیوں کی محبت کی تلقین آپؐ نے فرمائی۔ حضرت عُقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو کیونکہ وہ تو غلو کی حد تک محبت کرنے والی ہوتی ہیں یعنی بیٹیاں بہت زیادہ محبت کرنے والی ہوتی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 5، صفحہ 905 ، مسند عقبۃ بن عامر الجھنی حدیث 17508 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر حق وراثت ہے۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ حضرت سعدؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سال حجۃ الوداع ہوا تھا میری بیمار پُرسی کیلئے اس سال آیا کرتے تھے کیونکہ میری بیماری بڑھ گئی تھی۔ میں نے کہا کہ میری بیماری آخری حد تک پہنچ گئی ہے اور میں مال دار ہوں اور سوائے میری ایک لڑکی کے اور کوئی میری وارث نہیں ہے۔ کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا تو پھر آدھا مال۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تہائی مال بلکہ تہائی بھی بہت زیادہ ہے 1/3 حصہ اور یہ کہ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ جاؤ، لوگوں کے سامنے وہ ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور جو تم ایسا خرچ کرو گے جس سے اللہ کی رضا مندی چاہتے ہو تو ضرور ہی اس پر تمہیں ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی سعد ابن خولۃ حدیث 1295)

یہاں پھر اس طرح باریکی سے حقوق بیان کر دیے۔

پھر اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بچوں سے سلوک کے بارے میں جو نصائح ہیں۔ ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا۔ آپ علیہ السلام کو پتا لگا تو آپ کو اس کا بڑا اثر ہوا اور انہیں بلا کر آپؑ نے بڑی درد انگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا ہو اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچے کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ جوش میں نہیں آنا۔ اگر کوئی بچے نے غلطی کی ہے تو ایک وقت میں آ کے کسی وقت آرام سے اس کو سمجھائے یا تھوڑی سی سزا کی ضرورت ہے تو سزا دے یا صَرفِ نظر بھی کر سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مگر مغضوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کیلئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کر لیں۔ اس لیے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 4)

پھر ایک بچے کا پتا لگا اس نے شرارت کی ہے آگ لگائی ہے، کچھ جلا دیا ہے اور اس بارے میں بھی اس لیے کہ والدین بالکل نگرانی نہیں کرتے بالکل ہی بچوں کو مادر پدر آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ بچوں کو تنبیہ کر دینا بھی ضروری ہے۔ اگر اس وقت ان کو شرارتوں سے منع نہ کیا جاوے تو بڑے ہو کر انجام اچھا نہیں ہوتا۔ بچپن میں اگر لڑکے کو کچھ تادیب کی جاوے تو اسے خوب یاد رہتی ہے کیونکہ اس وقت حافظہ قوی ہوتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 415)

یہ ہے سموئی ہوئی تعلیم، یہ ہے بیلنس تعلیم جو اسلام دیتا ہے کہ ان کو تادیب کرنا بھی اگر کبھی وقت ہو، ضرورت ہو تو کر دو، منع نہیں ہے یہاں کی طرح نہیں ہے کہ اب حقوق قائم کرتے پھریں۔ اور یہاں ایک واقعہ ہوا ایک باپ کے خلاف ان کا سارا نظام حرکت میں آ گیا کہ اس نے اپنے بچے کو مارا ہے۔ جب تحقیق ہوئی تو پتا لگا کہ بچہ چولہے پر کھڑا تھا فرائنگ پین (frying pan) میں تیل ڈال رہا تھا، تَل رہا تھا، آگ بھڑکی اور تیل میں لگ گئی اور زیادہ شعلے بھڑک اٹھے تو باپ نے گھبرا کر بچے کو اس آگ سے پرے ہٹانے کیلئے دھکا دیا۔ بچے نے وہاں محکمے کو شکایت کر دی اور محکمے والوں نے آ کے باپ کو بڑی وارننگ دی کہ ہم تمہارا بچہ لے جائیں گے اور تمہیں سزا دیں گے تو یہ حالات ہو جاتے ہیں جب بیلنسڈ (balanced) تعلیم نہ ہو جب حقوق قائم کرنے کیلئے انسانی کوششیں ہوں، جب عقل سے کام نہ لیا جائے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی تعلیم پر عمل نہ کیا جائے۔

پھر بیوی کے حقوق ہیں، بچوں کے حقوق ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا بھی سکھا دی کہ وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا تو یہ دعا ہے جو پھر بیوی اور بچوں کیلئے انسان کرتا ہے اور ان کیلئے پھر ان کی بہتری کے سامان بھی ہوتے ہیں۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کس طرح طلاق کے بعد بیوی کے حقوق قائم کیے گئے ہیں فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّآ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـًٔا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا۔ وَاِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ وَّاٰتَيۡتُمۡ اِحۡدٰهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـًٔا اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا۔ وَكَيۡفَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ وَقَدۡ اَفۡضٰى بَعۡضُكُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ وَّاَخَذۡنَ مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا (النساء: 20 تا 22) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہوں اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو سوائے اسکے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔ اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔ اور اگر تم ایک بیوی کو دوسری بیوی کی جگہ تبدیل کرنے کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے ایک کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم اسے بہتان تراشی کرتے ہوئے اور کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے لوگے اور تم کیسے وہ لوگے جبکہ تم ایک دوسرے سے خلوت میں مل چکے ہو اور وہ تم سے وفا کا پختہ عہد لے چکی ہیں۔

پس یہ ہے وہ اسلامی تعلیم جس پر ہمارے میں سے بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو عمل نہیں کرتے اور قضاء میں جب مقدمے آتے ہیں تو اپنے مطالبات لینے کیلئے ضرورت سے زیادہ سختیاں شروع کر دیتے ہیں، ان کو فکر کرنی چاہیے، سوچنا چاہیے کہ جب ہم احمدی ہوئے ہیں، زمانے کے امام کو ہم نے مانا ہے، ہم اس بات پر یقین

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

کوئی احمدی نوجوان ایسا نہیں ہونا چاہیے
جو دنیا داروں کی طرح غفلت میں زندگی بسر کرے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی 2019)

طالبِ دعا: عبدالرحمن خان اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ پنکال (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مجلس خدام الاحمدیہ کی ایک بڑی
ذمہ داری خلافتِ احمدیہ کی حفاظت ہے

(مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے قائدین فورم 2019 سے خطاب)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات جو ہیں وہ تمام حقوق قائم کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔

ایک عورت کو جو مقام دے کر اس کا حق قائم کیا ہے اس بارے میں ایک حدیث آتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ایک دولت ہے اور عورت کا مقام اس میں بیان فرمایا کہ دنیا کی بہترین دولت نیک عورت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الرضاعہ باب خیر متاع الدنیا والمراۃ الصالحۃ، حدیث 1469)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم سب سے اپنے اہلِ خانہ کیلئے بہترین ہوں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء حدیث 1977)

پھر مزید فرمایا کہ مومنین میں سے کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں بہترین ہیں اور تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔ (سنن الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا حدیث 1162)

پھر گھر میں مدد کے حوالے سے بتایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں ان سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا کہ آپؐ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مدد کرتے تھے یعنی گھر کے مشکل کاموں میں مدد دیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب من کان فی حاجۃ اھلہ فاقیمت الصلوٰۃ فخرج حدیث نمبر 676)

پھر ایک اَور حق قائم فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مرد مومن عورت سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی ایک عادت اسے ناپسند ہوگی تو اس کی دوسری عادت سے وہ خوش ہوگا۔ (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء حدیث 1467)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک الہام: خُذُوا الرِّفْقَ الرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس الہام میں تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رِفق اور نرمی سے پیش آویں۔ وہ انکی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدے میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ بِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کیلئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔ (ماخوذ از اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 428 مع حاشیہ)

ہمیں بھی بعض دفعہ یہاں، بعض دفعہ کیا یہاں کے حالات کی وجہ سے یا دنیا کی لپیٹ میں آنے کی وجہ سے دنیا سے متاثر ہو کر جماعت کے اندر بھی طلاق کی جو تعداد ہے وہ بڑھ رہی ہے اس طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے، غور کرنا چاہیے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر لڑائی جھگڑے نہیں ہونے چاہئیں۔ یہاں تو یہ جو حق قائم کرنے کی باتیں کرتے ہیں یہ تو بیویوں کے حقوق ادا نہیں کرتے اور ان سے انصاف نہیں کرتے اور نہ صرف یہ کہ انصاف نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ تعلق میں خیانت کرتے ہیں۔ دوستیاں بنائی ہوتی ہیں اس لیے یہاں عمومی طور پر ان ملکوں میں ساٹھ سے ستر فیصد جو شادیاں ہیں وہ ٹوٹ جاتی ہیں، طلاقوں تک انکی نوبت آجاتی ہے۔ پس اگر ایک دوسرے کے صحیح حق ادا کیے جائیں، خاوند بیوی کے کرے اور بیوی خاوند کے کرے تو کبھی اس حد تک نوبت نہ آئے لیکن اس طرف ان کی توجہ نہیں۔ توجہ ہے تو ذرا ذرا سی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو بیہودگیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

پھر بہن بھائیوں کے حقوق ہیں تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الاعراف: 152) اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تو رحم کرنے والوں میں سے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

یعنی اپنے لیے دعا کی ہے تو اپنے بھائی کیلئے بھی دعا کرنی چاہیے۔ پھر بہن بھائیوں کے حق کی ادائیگی کیلئے حسنِ ظن کی ضرورت ہے اس لیے فرمایا کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات: 13) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان بَابٌ مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ حدیث 13)

پھر ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ شہری غیر شہری کیلئے بیع کرے اور تم دھوکا دینے کیلئے آپس میں قیمت نہ بڑھاؤ۔ بعض دفعہ کاروبار کرتے ہیں، چیز خریدنے کیلئے قیمتیں بڑھا دیتے ہیں۔ فرمایا اس کیلئے قیمت نہ بڑھاؤ اور کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پہ پیغامِ نکاح نہ دے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق طلب نہ کرے اس نیت سے کہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ خود انڈیل لے۔ (صحیح البخاری کتاب البیوع باب لا یبیع علی بیع اخیہ...... حدیث 2140)

یعنی اس کو وہاں سے طلاق دلوادے اور خود پھر اس شخص سے شادی کر لے۔ اس نیت سے نہ ہو کبھی۔ پھر آپس کے تعلقات بہتر رکھنے کیلئے حق کی ادائیگی ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الھجرۃ، حدیث 6076)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ’’تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

پھر رشتے داروں کے حقوق ہیں۔ اس کے بارے میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں رشتے داروں کے حقوق بھی آجاتے ہیں

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (النساء: 37) کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان میں سے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق قائم کرو گے تو پھر یہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی دی جائے یا اس کی عمر لمبی کی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صِلہ رحمی کرے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا حدیث 2557)

ایک حقیقی مومن کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے اور جنت میں جائے۔ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جو اپنے رشتہ داروں کا خیال نہیں رکھتا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا حدیث 2556)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلے میں صلہ رحمی کرے بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری کتاب الادب باب لیس الواصل بالمکافی حدیث 5991)

یہ حقیقی تعلق ہے جو اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔

پھر ہمسایوں کے حقوق ہیں یہاں بھی وہی آیت آ گئی۔ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔

رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والوں اور مسافروں ان سب سے احسان کا سلوک کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل مجھے ہمسائے کے بارے میں اس طرح تاکید سے کثرت سے تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری کِتَابُ الْاَدَب بَابُ الْوصاۃ بالجار حدیث 6014)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا کون یا رسول اللہؐ۔ فرمایا وہ شخص جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ حدیث 6016)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی کا یا فرمایا کہ اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ حدیث 45)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

پھر بیواؤں کے حقوق کس طرح قائم کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (النور: 33) اور تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اور اسی طرح جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہیں ان کی بھی شادی کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِھِنَّ مِنْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا — ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
جو مر گئے انہیں کے نصیبوں میں ہے حیات — اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تقویٰ کی جڑ خدا کیلئے خاکساری ہے — عفّت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں — تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں

طالبِ دُعا: افرادِ خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

مَّعۡرُوۡفٍ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ (البقرۃ: 241) اور تم میں سے جو لوگ وفات دیے جائیں اور بیویاں پیچھے چھوڑ رہے ہوں ان کی بیویوں کے حق میں یہ وصیت ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ایک سال تک فائدہ اٹھائیں اور نکالی نہ جائیں ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اس بارے میں جو وہ خود اپنے متعلق معروف فیصلہ کریں اور اللہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔ پس یہ بیوہ کا حق دیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیواؤں اور مسکینوں کی خاطر محنت اور دوڑ دھوپ کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے یعنی ان کے حقوق دلوانے کیلئے کوشش کرنا ان کے لیے کام کرنا ان کی مدد کرنا ایک جہاد کے برابر ثواب کا باعث ہے۔ (صحیح البخاری کتاب النفقات باب فضل النفقۃ علی الاھل حدیث 5353)

پھر بوڑھوں کے حقوق ہیں یہ کس طرح قائم فرمائے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا (بنی اسرائیل: 24)

یہاں اس میں والدین کے حقوق بھی آ گئے، پہلے بیان ہو گئے تھے۔ اس میں بوڑھوں کیلئے بھی حق قائم ہو گئے کہ تیرے رب نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی آئیں تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نمازوں تک میں بوڑھوں کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں عشاء کی نماز میں فلاں فلاں شخص کے طویل نماز پڑھانے کی وجہ سے شریک نہیں ہوتا۔ ابو مسعودؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! ہم میں سے بعض وہ ہیں جو دوسروں کو بھگاتے ہیں، نفرت دلاتے ہیں اس لیے تم میں سے جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے اس لیے کہ ان میں مریض اور بوڑھے اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الغضب والشدۃ لامر اللہ حدیث 6110)

لیکن مختصر کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ صرف ٹکریں مار کے جلدی جلدی چلے جائیں جس طرح میڈیا پہ ہم دیکھتے ہیں بعض غیر احمدی پڑھاتے ہیں کہ دس منٹ میں ساری آٹھ رکعتیں تراویحوں کی پڑھا دیں یا پانچ منٹ میں پڑھا دیں۔ یہ نہیں۔ نماز کا جو حق ہے وہ بھی ادا ہونا چاہیے لیکن چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں، مختصر پڑھی جائیں۔

پھر دشمن کا حق ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ (البقرۃ: 191) اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر فرمایا کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا اِعۡدِلُوۡا ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (المائدۃ: 9) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قریش کے گروہ! اللہ نے تمہاری زمانہ جاہلیت والی نخوت کو ختم کر دیا ہے اور اسے آباؤ اجداد کے ذکر کے ساتھ عظمت دی ہے۔ اور تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا (الحجرات: 14) کہ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادے سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا ہے اور ہمیشہ باخبر ہے۔ اے قریش! تم مجھ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ قریش نے کہا ہم آپؐ سے بھلائی ہی کی امید رکھتے ہیں کیونکہ آپؐ کریم ابن کریم ہیں، ہمارے معزز بھائی اور ہمارے معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ سہیل بن عمرو نے اس سوال پر کہا تھا کہ ہم اچھی بات کرتے ہیں اور آپؐ سے اچھی امید وابستہ کرتے ہیں کیونکہ آپؐ ایک معزز بھائی اور ایک معزز بھائی کے بیٹے ہیں اور اب آپ ہم پر قدرت بھی رکھتے ہیں۔ قریش کا یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں ویسے ہی کہتا ہوں جس طرح میرے بھائی یوسف نے کہا تھا کہ لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَکُمۡ وَہُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (یوسف: 93) فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تھا تو وہ لوگ ایسے نکلے جیسے وہ قبروں سے نکلے ہوں۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (ماخوذ از السیرۃ الحلبیۃ 3، صفحہ 140-141، فتح مکہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1427 از مکتبۃ الشاملۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دشمن سے سلوک کے بارے میں ہی فرماتے ہیں ''لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا اِعۡدِلُوۡا ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خون ریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کیلئے وصیت کی ....انجیل میں اگرچہ لکھا ہے کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو مگر یہ نہیں لکھا کہ دشمن قوموں کی دشمنی اور ظلم تمہیں انصاف اور سچائی سے مانع نہ ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جوان مردوں کا کام ہے۔ اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے۔ مثلاً اگر زمیندار ہے تو وہ چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہوا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگذر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔'' (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 409-410)

پھر غلاموں اور لونڈیوں کا حق قائم کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلۡیَسۡتَعۡفِفِ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغۡنِیَہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ وَالَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ فَکَاتِبُوۡہُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِیۡہِمۡ خَیۡرًا وَّاٰتُوۡہُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیۡۤ اٰتٰىکُمۡ وَلَا تُکۡرِہُوۡا فَتَیٰتِکُمۡ عَلَی الۡبِغَآءِ اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَمَنۡ یُّکۡرِہۡہُّنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ مِنۡۢ بَعۡدِ اِکۡرَاہِہِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (النور: 34) اور وہ لوگ جو نکاح کی توفیق نہیں پاتے انہیں چاہیے کہ اپنے آپ کو بچائے رکھیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے مال دار بنا دے اور تمہارے جو غلام تمہیں معاوضہ دے کر اپنی آزادی کا تحریری معاہدہ کرنا چاہیں اگر تم ان کے اندر صلاحیت پاؤ تو ان کو تحریری معاہدہ کے ساتھ آزاد کر دو اور وہ مال جو اللہ نے تم کو عطا کیا ہے اس میں سے کچھ ان کو بھی دو اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو روک کر مخفی بدکاری پر مجبور نہ کرو تاکہ تم دنیوی زندگی کا فائدہ چاہو اور اگر کوئی ان کو بے بس کر دے گا تو ان کے بے بس کیے جانے کے بعد یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یعنی ان کا تو پھر کوئی قصور نہیں ہوگا۔

معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو دیکھا۔ انہوں نے نئے کپڑوں کا ایک جوڑا پہنا ہوا تھا اور ان کا غلام بھی ویسا ہی نیا جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ ہم نے اسکے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو گالی دی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی ہی تمہارے نوکر چاکر ہوتے ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ اس لیے جس کا بھائی اس کا ماتحت ہو تو چاہیے کہ وہ اس کو اسی کھانے میں سے کھلائے جو وہ خود کھاتا ہو اور اسی کپڑے سے پہنائے جو وہ خود پہنتا ہو اور تم ان کو ایسے کاموں کی تکلیف نہ دیا کرو جو انہیں نڈھال کر دیں اور اگر تم ان کو ایسے کاموں کی تکلیف دو جو اُن پر گراں ہو تو ایسے کاموں میں ان کی مدد کیا کرو۔

(صحیح البخاری کِتَاب الۡعِتۡقِ بَابُ قَوۡلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ الۡعَبِیۡدُ إِخۡوَانُکُمۡ فَأَطۡعِمُوۡہُمۡ مِمَّا تَأۡکُلُوۡنَ حدیث 2545)

پھر غیر مسلموں کے ساتھ سلوک کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی لَا انۡفِصَامَ لَہَا وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔ (البقرۃ: 257)

دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی ہے۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

پھر مذہبی رواداری کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَہُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمۡ مَّرۡجِعُہُمۡ فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (الانعام: 109) اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر قوم کو ان کے کام خوبصورت بنا کر دکھائے ہیں۔ پھر ان کے رب کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہے۔ تب وہ انہیں اس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پس تمہارا یہ کام نہیں ہے کہ غیروں کے جھوٹے معبودوں کو یا بتوں کو بھی گالیاں دو نہیں تو وہی گالیاں خدا تعالیٰ کو دیں گے اور لوٹ کر اس کے ذمہ وار پھر تم ہو گے۔

پھر غیروں سے غیر مسلموں سے حسن سلوک کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یَنۡہٰىکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ (الممتحنۃ: 9) اللہ تمہیں اس سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ انصاف

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096

کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کیلئے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازۃ یہودی حدیث 1311)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی کرو اور اپنے نفسانی جوشوں سے کسی کو مسلمان ہو یا غیر مسلم تکلیف مت دو نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 525)

اپنے ہم وطنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور یہی نصیحت ہماری باقی دنیا کو بھی ہے کہ ’’وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔‘‘ عام سے مراد ہے مسلم دنیا کو ہماری نصیحت ہے کہ وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو‘‘ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورد کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لیے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لیے اس کا سورج اور چاند اور کئی اَور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔‘‘

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439-440)

پس یہ ہے اسلامی تعلیم جس پر ہم نے عمل کرنا ہے اور ہمیں عمل کرنا چاہیے اور چاہے دوسرے جو مرضی کہتے رہیں اور یہی چیزیں یہی پیغام ہے جو ہم نے دوسروں کو بھی دینا ہے کہ یہی چیز ہے جو دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف طبقات کے حقوق کی ایک لمبی فہرست ہے۔ وہ تو بیان نہیں ہو سکتی۔ ابھی بھی اسی میں چند پہلوؤں کو بیان کرتے کافی وقت لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار حقوق بیان فرمائے ہیں اور ہر ایک طبقے کے حق کو محفوظ کر لیا ہے اور اسکے ادا کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ پس اسکے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام کی تعلیم نئے زمانے سے میل نہیں کھاتی!؟ ہاں جو آزادی کے نام پر اپنے آپ کو تمام اخلاق سے بھی آزاد کر کے جانوروں کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں جن کے نزدیک شہوت کی تسکین اور دنیا کی عیاشیاں سب کچھ ہیں اگر وہ انسانوں کے اس قسم کے حقوق قائم کروانا چاہتے ہیں تو پھر یہ وحشیوں کی حالت ہے۔ یہ جہالت پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ یہ لوگ تو پھر درندگی پھیلانا چاہتے ہیں اور اسی کے لیے ہم دیکھ رہے ہیں آج کل کے آزاد ماحول میں کوشش ہو رہی ہے۔ قانونِ قدرت اور قانون شریعت سے ہٹ کر یہ لوگ اپنی دنیا اور آخرت برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ یہی چاہتے ہیں تو پھر ان کو اس قسم کے آزادی کے حق مبارک ہوں لیکن ہم پھر بھی یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ جائیں اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ دائرے میں رہ کر تمام حقوق قائم کر کے ایک خوبصورت معاشرہ انسانیت جو انسانیت کی قدروں پر قائم ہونے والا معاشرہ ہے وہ قائم کرنے والے ہوں۔

اب دعا کریں گے۔ ہم دعا میں مختلف ممالک میں جہاں جہاں بھی جماعت پر سختیاں ہیں ان افراد جماعت کو بھی یاد رکھیں۔ ان حالات کے بہتر ہونے کیلئے دعا کریں۔ مسلمانوں کیلئے دعا کریں، مسلمان ملکوں کیلئے دعا کریں۔ آپس میں جو ان کی رنجشیں ہیں اور لڑائیاں ہیں اور فتنہ اور فساد ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی ان کو بچائے اور عقل دے۔ تمام دنیا کیلئے دعا کریں۔ پہلے بھی میں نے کہا تھا دنیا بڑی تیزی سے جنگ کے شعلوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچا کے رکھے اور محفوظ رکھے اور عقل دے اور یہ خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہوں اور اپنے فلسفوں اور اپنے فیصلوں اور اپنے حقوق کی اور اپنی تعریفوں کے بجائے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق چلنے والے ہوں تبھی ان کی بچت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اس طرف توجہ دینے والے ہوں۔ دعا کر لیں۔

(دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 23/جون 2020)

......☆......☆......☆......

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

محترمہ سیّدہ رضیہ بیگم صاحبہ مرحومہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ سونگڑہ کا ذکر خیر

(از سیّد فضل نعیم احمدی، معلم سلسلہ سونگڑہ)

خاکسار کی والدہ محترمہ سیدہ رضیہ بیگم صاحبہ مورخہ 15 فروری 2020 کو بعمر 86 سال وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت سیّد نیاز حسین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مرحوم سابق دیہاتی مبلغ سلسلہ اُڈیشہ کی اہلیہ تھیں۔ حضرت سیّد نیاز حسین صاحبؓ کے بیٹے مکرم سیّد غلام احمد صاحب مرحوم کی کوئی اَولاد زِندہ نہیں رہتی تھی، حتیٰ کہ یکے بعد دیگرے گیارہ بچوں کی وفات ہوئی۔ خلافت ثانیہ کے دور میں 1932ء میں سیّد غلام احمد صاحب مرحوم نے مع اہلیہ قادیان کا سفر اختیار کیا اور ان کی اہلیہ نے حضرت اماں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے حضور تمام حالات کا ذکر کیا اور دُعا کی درخواست کی۔ آپؓ نے کھڑے ہو کر نہایت رِقّت بھرے انداز میں دُعا کرنے کے بعد پوچھا، کیا ’’حَبِّ اَطْھرہ‘‘ استعمال کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں! بہت استعمال کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپؓ نے فرمایا، جاؤ! اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کی زوجہ کی دُعا کی برکت سے دو سال بعد 1934 میں خاکسار کی والدہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نام رضیہ بیگم تجویز فرمایا۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ہمیشہ جماعتی خدمات میں پیش پیش رہا کرتی تھیں۔ آپ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہیں۔ علاوہ اَزیں متواتر 9 سال تک بحیثیت صدر لجنہ اِماء اللہ رسول پور اور سونگڑہ صوبہ اُڈیشہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرنے والی، بلا ناغہ تلاوت قرآن کریم کرنے والی تھیں۔ آپ نے پانچ سال کی عمر میں ہی قرآن مجید کا دَور مکمل کر لیا تھا۔ آپ کو قرآن مجید سے اس قدر عشق تھا کہ عمر کے آخری ایام میں جبکہ آنکھوں کی روشنی جا چکی تھی، قرآن مجید پڑھ نہ پاتیں تو اس کے حفظ شدہ حصص زیر لب دہراتی رہتیں۔ آپ بہت غریب پرور، مہمان نواز اور پڑوسیوں کا حق ادا کرنے والی تھیں۔ خصوصاً مرکز سے آنے والے مہمانوں کی ضیافت اور خدمت کو اپنی خوش قسمتی سمجھتی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم متعدد مرتبہ آپ کے ہاں تشریف لائے اور آپ کو ان کی خدمت اور مہمان نوازی کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ، حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی مہمان نوازی کی بھی توفیق ملی۔

آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا عشق تھا۔ ایم ٹی اے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ اور تلاوت قرآن کریم بہت لگن سے سنتی تھیں۔ بہت قناعت پسند اور خاوند کی فرمانبردار خاتون تھیں۔ ہمارے والد صاحب مرحوم کے 36 سالہ دور خدمت میں نہایت قلیل گزارہ کے باوجود 9 بھائی بہن کی پرورش میں کوئی کمی نہیں آنے دی اور انہیں پیسوں میں بچوں کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ ہر وقت دعا کرتی تھیں کہ اے خدا اَپنا محتاج کرنا لیکن اپنے بندوں کا محتاج نہ کرنا۔ آپ بہت ہی دعا گو اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرنے والی تھیں۔ وفات سے پہلے بہت ہشاش بشاش تھیں۔ آخر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اس جہان فانی سے رحلت کر گئیں۔

سونگڑہ کے گردونواح سے کثرت کے ساتھ احمدی احباب ومستورات کے علاوہ غیر احمدی احباب، حتیٰ کہ مخالفین بھی اظہار افسوس اور تعزیت کے لیے آئے۔ بعض کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ خاکسار بطور معلم سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ دو داماد مکرم نشاط احمد صاحب، مکرم سید داؤد احمد صاحب اور ایک بیٹی سیّدہ امۃ الباسط صاحبہ (اہلیہ مکرم نشاط احمد صاحب) قادیان دارالامان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ تین نواسے مکرم طارق سلمان صاحب، مکرم نوید الفتح صاحب اور مکرم راشد جمیل صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک نواسی کے شوہر مکرم طیب احمد خان صاحب بطور انسپکٹر تحریک جدید خدمت بجا لا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن باتوں کا ہم سے عہد لیا ہے ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی سعی کریں

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالب دعا: اے. شمس العالم ولد مکرم ابوبکر صاحب اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ میلا پالم (تامل ناڈو)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر قسم کی نفسانی غرضوں کو ایک واقفِ زندگی کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرنی ہوگی اور یہی وقف کی حقیقت ہے

(خطاب بر موقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ برطانیہ، کینیڈا، جرمنی 2019)

طالب دعا: شیخ اختر علی، والدہ اور بہن مرحومین، جماعت احمدیہ سورو (اڈیشہ)

وہ مسیح ومہدی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے بھیجا تھا

اس کے مشن کو پورا کرنے کیلئے آپ لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں، پس یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے اپنے اوپر لی ہے

اور اس ذمہ داری کو سنبھالنا اور اس پر احسن رنگ میں عمل کرنا، اس کے اچھے نتائج پیدا کرنا یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو آپ کے ذمے ہے

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ تقریبِ تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ کینیڈا، جرمنی اور برطانیہ 2019)

طالب دعا:

SYED IDRIS AHMED s/o SYED MANSOOR AHMED & FAMILY

Jama'at Ahmadiyya Tiruppur (Tamil Nadu)

پہلے تو صرف قادیان میں یہ جلسہ سالانہ ہوا کرتے تھے، لیکن آج دنیا کے ہر ملک میں یہ ٹریننگ کیمپ لگتا ہے جس میں مسیح محمدی کے ماننے والے اپنے اصلاحِ نفس کیلئے جمع ہوتے ہیں، اپنی اصلاح کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آج یہ جلسہ یہاں فرانس میں اور قادیان میں دونوں جگہ ہو رہا ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کا تذکرہ اور شاملین جلسہ کو اہم نصائح)

یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ احمدیت نے بڑھنا ہے اور پھولنا ہے اور پھلنا ہے انشاءاللہ، یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے

آج جو ان ملکوں میں غیر پاکستانی احمدی ہیں یا مختلف قومیتوں کے احمدی ہیں، یہ آئندہ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہونے والوں کیلئے نمونہ بننے والے ہیں اس لئے اُن کی نیک تربیت کریں، اُن سے تعلق بڑھائیں، اُن سے پیار و محبت کا سلوک کریں، اُن کیلئے نمونہ بنیں

ہندوستان میں بھی جو نئے احمدی ہوئے ہیں، گو وہ مالی لحاظ سے غریب لوگ ہیں لیکن اُن کے دل امیروں سے زیادہ روشن ہیں، اُن میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت کا جذبہ دوسروں سے زیادہ ہے، تبھی تو انہوں نے مسیح و مہدی کو مانا ہے، اُس پر ایمان لائے ہیں، اس لئے جو پرانے احمدی ہیں وہ اُن لوگوں سے بھی پیار اور محبت کا سلوک کریں

احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل بھی کرتے ہیں، یقین بھی رکھتے ہیں، انشاءاللہ تعالیٰ ایک دن آئے گا جب حج کیلئے بھی ایک احمدی امن سے سفر کر سکے گا

جماعت احمدیہ فرانس کے 13ویں جلسہ سالانہ اور قادیان کے 113ویں جلسہ سالانہ سے 26/دسمبر 2004ء کو احمدیہ مشن ہاؤس بیت السلام فرانس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب جو ایم.ٹی.اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست نشر ہوا

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک پاک جماعت کے قیام کیلئے مبعوث فرمایا تھا۔ ایسی جماعت جو حقوق اللہ کی ادائیگی کرنے والی بھی ہو اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والی بھی ہو۔ آپ مسلمانوں کیلئے بھی مسیح و مہدی بن کر آئے اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تاکہ تمام دنیا کے نیک فطرت لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیں جن کی تعلیم بھی صرف ایسی تعلیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تعلیم بھی مکمل فرما دی ہے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تعلیم کی بھی تکمیل فرما دی۔ گویا اب اس کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آئے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اب اس تعلیم کی تکمیل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے ذریعہ ہی دنیا میں ہونی ہے اور آپ کی جماعت میں شامل لوگوں نے، احمدیوں نے ہی حقیقی عباد الرحمن بننا ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو متعدد بار مختلف رنگوں میں تلقین فرمائی کہ اپنے یہ معیار کس طرح بلند کرنے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں، اس وصیّت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں، اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی اُن کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 220 اشتہار نمبر 191 اشتہار ”اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے ایک ضروری اشتہار“ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

یعنی آپ نے اپنے ماننے والوں اور اپنی بیعت میں شامل لوگوں کو فرمایا کہ نری بیعت کر لینا یا بیعت کرنے کا دعویٰ کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اگر تمہیں حقیقت میں مجھ سے تعلق ہے اور میری بیعت میں شامل ہوئے ہو تو یاد رکھو کہ بیعت کی غرض اور اس کا مقصد نیکیوں پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا اور پھر ان نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے میں ہے۔ یہی مقصد ہے۔ کسی بھی قسم کا فساد، دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش، بیہودہ کام تمہارے دماغ میں بھی نہ آئیں۔ نمازوں کی پابندی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض عبادت کرنا بتایا ہے تو اس عبادت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں تبھی تم میری جماعت میں شامل ہونے والے کہلا سکتے ہو۔ کبھی تمہارے منہ سے غلط اور جھوٹی بات نہ نکلے۔ جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جو آہستہ آہستہ تمہیں دوسری بیماریوں میں، دوسرے گناہوں میں بھی مبتلا کر دے گی۔ بلکہ جھوٹ بولنے والے اور شرک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر رکھا ہے۔ اور ایک جگہ پر رکھ کر یہ بتا دیا کہ جھوٹ بولنے والے پھر اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ وہ پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی نہیں رہتے۔ اُس کے بھی شریک ٹھہرانے شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شامل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ اُس شرک کی وجہ سے شیطان کے بندوں میں شامل ہو جائیں گے۔ تو یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے جس سے ہر احمدی کو پاک ہونا چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ذرا سی غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ نہیں ہے۔ یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔ ذرا سی بھی غلط بیانی کرنے کا مطلب یہی ہے کہ کیونکہ مجھے اپنے خدا پر ایمان نہیں ہے، مکمل یقین نہیں ہے اس لئے میں نے اپنے سر سے بلا ٹالنے کیلئے، مشکل کو ٹالنے کیلئے اس غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ تو یہی شرک کی طرف پہلا قدم ہے۔

پھر فرمایا کہ کسی کو برا بھلا بھی نہیں کہنا۔ کسی کو بھی اپنی زبان سے تکلیف نہیں پہنچانی۔ ہاتھ سے یا کسی عمل سے کسی کو نقصان نہیں پہنچانا۔ بلکہ ہاتھ سے نقصان پہنچانا تو دُور کی بات ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا، اپنی زبان سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی۔ ہر وقت تمہارے منہ سے خیر کا کلمہ ہی نکلنا چاہئے۔ اچھی بات ہی تمہارے منہ سے نکلنی چاہئے۔ کیونکہ تمہارا کسی بھی صورت میں کسی ایک شخص کو بھی تکلیف پہنچانا پوری انسانیت کو تکلیف پہنچانے کے برابر ہے۔ اس لئے اگر تمہیں میری بیعت کا دعویٰ ہے تو مکمل طور پر اپنے آپ کو ان باتوں سے پاک کرو۔

پھر فرمایا کہ کبھی بھی کسی قسم کی برائی تمہاری طرف سے کسی کیلئے نہیں ہونی چاہئے۔ تمہاری زندگی اتنی پاک اور صاف ہو کہ ہر کوئی یہ کہہ اُٹھے کہ یہ وہ پاک لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دعوی کے مطابق مسیح و مہدی کی بیعت کی اور واقعی ان میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ یہ جو بڑی بڑی برائیاں کرنے والے تھے، ان میں تو اب چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں اور پھر یہ نہیں کہ کسی کو تکلیف نہیں دینی، کسی کے خلاف کسی شرارت میں حصہ نہیں لینا، کسی پر ظلم نہیں کرنا، کسی فتنہ والی جگہ میں اُٹھنا بیٹھنا نہیں، ہر قسم کی ایسی سوسائٹی سے بچ کر رہنا ہے، بلکہ اعلیٰ معیار تب قائم ہوں گے جب کبھی یہ خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اور اُس وقت بھی ایسی شرارتوں اور تکلیفوں کے کرنے کا خیال نہ آئے جب تمہیں کسی کی طرف سے یہ تکلیفیں پہنچیں اور تمہارے خلاف کوئی شرارت کرے تب بھی تمہیں بدلے کے طور پر اُن سے ویسی حرکتیں کرنے کا خیال نہ آئے اور ان تمام برائیوں کے کرنے یا اُن کا خیال آنے سے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے تاکہ تم حقیقت میں پاک دل کہلا سکو۔ ہر قسم کے شر سے پاک کہلا سکو، عاجز بندے کہلا سکو جو خدا تعالیٰ کی خاطر تمام برائیوں سے نہ صرف بچتے ہیں بلکہ برائی کا نیکی سے جواب دیتے ہیں۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے بلکہ اللہ کے حضور جھک کر فریاد کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے ماننے والوں سے اتنی بلند توقعات رکھی ہیں کہ فرمایا کہ بعض دفعہ صبر کر کر کے، تکلیفوں کو برداشت کر کے انسان تھک جاتا ہے اور پھر اُس برائی کا اُسی طرح جواب دینا چاہتا ہے۔ کبھی خیال آ ہی جاتا ہے کہ بدلہ لیا جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی تمہیں اجازت نہیں۔ ان خیالات کا معمولی سا ذرّہ بھی تمہارے اندر نہیں رہنا چاہئے جو تمہارے خیالات کو گندہ کر دے۔

تو یہ تعلیم ہے جو آپ نے بیشمار جگہوں پر دی اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن انسانی نفسیات یہ ہے کہ صرف پڑھ کر یا اپنے ماحول میں رہ کر بعض دفعہ یہ باتیں سن کر بھی اُتنا اثر نہیں ہوتا، اس لئے ایک خاص قسم کی تربیت کیلئے ایک خاص ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جہاں مختلف جگہوں سے لوگ اکٹھے ہوں اور اپنے آپ کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کیلئے، عمل کرنے کیلئے، کوشش کرنے کیلئے جمع ہوں، مختلف طبقات کے لوگ ہوں، مختلف قومیتوں کے لوگ ہوں، مختلف قابلیت کے لوگ ہوں اور ہر ایک اس عزم سے اس جگہ جمع ہو کہ ہم نے اپنی تربیت کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکامات کو سننا ہے تو اُس ماحول کا زیادہ عرصے تک اثر رہتا ہے اور انسان اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ

انسانی فطرت ہے کہ وقفے وقفے سے اُس کی یاددہانی بھی ضروری ہے۔ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ یاددہانی کرواتے رہو۔ بہرحال اس یاددہانیکیلئے اور ایک پاکیزہ ماحول چنددن کیلئے پیدا کرنے کیلئے آپ نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا الٰہی منشاء کے تحت فیصلہ فرمایا۔ پہلے تو صرف قادیان میں یہ جلسہ سالانہ ہوا کرتے تھے، لیکن آج دنیا کے ہر ملک میں یہ ٹریننگ کیمپ لگتا ہے جس میں مسیح محمدی کے ماننے والے اپنے اصلاحِ نفس کیلئے جمع ہوتے ہیں، اپنی اصلاح کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور آج یہ جلسہ یہاں فرانس میں اور قادیان میں دونوں جگہ ہو رہا ہے۔ جماعت فرانس نے بڑی ہمت کی ہے کہ اس سردی کے موسم میں جلسہ کا انعقاد کروایا تا کہ اُن تاریخوں کے قریب ہو جائیں یا اُن تاریخوں میں جلسہ کرلیں جو ایک بڑے عرصہ سے جماعتی روایت کے مطابق قادیان اور ربوہ میں ہوتے تھے۔ تو بہرحال آپ کا مقصد اس جلسہ سے یہ تھا کہ ایک روحانی ماحول میں لوگ تربیت حاصل کریں اور پاک دل ہوکر ان جلسوں سے جائیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ”یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خوانخواہ التزام اس کا لازم ہے۔“ (یعنی میلوں کی طرح باقاعدگی رکھی جائے) ”بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حُسنِ ثمرات پر موقوف ہے۔“ (اگر تو اچھے پھل ملنے ہیں تو پھر ٹھیک ہے) ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔“ (اس کے بغیر کوئی فائدہ نہیں) ”اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے، تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نیک نتائج پیدا نہیں ہوتے، ایک معصیت اور طریقِ ضلالت اور بدعتِ شنیعہ ہے۔“ یعنی اس طرح اکٹھے ہونے سے اگر نیک نتیجے پیدا نہیں ہوتے تو پھر یہ گناہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا ”مَیں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علّتِ غائی جس کیلئے میں حیلہ نکالتا ہوں، اصلاحِ خلق اللہ ہے۔“ (یعنی میرا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اصلاح ہے)

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

تو آپ یہ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ ضرور جلسہ ہو اور لوگ یہاں اکٹھے ہو جائیں۔ یہ کوئی میلہ تو نہیں ہے جس میں لوگ شور شرابے کیلئے، کھیل کود کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ یادرکھو جو میری آمد کا مقصد ہے اگر جلسوں میں آ کر وہ نہیں سیکھتے اور اُس تعلیم پر عمل نہیں کرتے جو مَیں تمہیں دے رہا ہوں تو پھر یہاں آنا فضول ہے۔ جلسوں میں شامل ہونا فضول ہے۔ یہاں آنے کا تو تبھی فائدہ ہے جب اچھے اخلاق اور دینی تعلیم سیکھو۔ اگر یہ نہیں سیکھتے تو پھر جلسہ پر آنا سوائے گناہ اور گمراہی کے کچھ نہیں ہے۔ اور ایک فضول بدعت کے سوا کچھ بھی چیز نہیں۔ اس لئے مَیں نہیں چاہتا کہ جس طرح پیروں کی گدیوں پر لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہاں قادیان میں اکٹھے ہوں۔

تو آج بھی جو یہاں فرانس کے جلسہ میں یا قادیان کے جلسہ میں جمع ہوئے ہیں، بڑی دُور دُور سے آئے ہیں، اس مقصد کو اپنے ذہن میں رکھیں کہ اس تین دن کے ٹریننگ کیمپ سے فائدہ اُٹھانا ہے اور اپنی حالتوں کو تبدیل کرنا ہے۔ اگر نہیں تو جلسہ پر تمہارے آنے کا مقصد لاحاصل ہے۔ اُس کا کوئی فائدہ نہیں۔

پھر جلسہ کے بارے میں آپ ایک جگہ مزید فرماتے ہیں کہ ”حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور رُوشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اِس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اُس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ حضرت عزّت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔“

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352-351)

یعنی اللہ کی خاطر، اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تعلیم کی باتوں کو سننے کیلئے جلسوں پر آنا چاہئے اور یہی مقصد ہو۔ کیونکہ اکٹھے کرنے کا جو مقصد ہے وہ تو یہی ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کرنے کے طریقے تمہیں سکھائے جائیں جس سے تمہارا ایمان بھی بڑھے اور اُس کی پہچان کی صلاحیت بھی تم میں پیدا ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے حق میں جو دعائیں ہیں اُن کے جماعت کے حق میں پورا ہونے کیلئے اور شامل ہونے والوں کیلئے جو دعائیں آپ نے کی ہیں، اُن کے پورا ہونے کیلئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ ہو گی۔ اب یہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی باتیں تھیں، بلکہ اب تو یہ ہے کہ ان دعاؤں کیلئے خلیفہ وقت بھی دعائیں کر رہا ہوتا ہے اور جو جلسے میں شامل احباب ہوتے ہیں وہ بھی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ بھی ان دعاؤں کی قبولیت کیلئے اپنے حق میں اور دوسروں کے حق میں دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے جو دعائیں کی جائیں گی وہ یقیناً اُس کی رحمت کو کھینچنے والی ہوں گی۔ پھر احمدیت میں نئے داخل ہونے والوں اور پہلی دفعہ ایسے جلسوں میں شامل ہونے والوں سے محبت اور پیار اور بھائی چارے کا تعلق اور رشتہ قائم ہوگا۔ اور یہ بھی جلسہ سالانہ کا ایک مقصد ہے کہ یہ رشتہ قائم ہو اور اس کے مطابق ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

یہاں بھی فرانس میں مختلف قومیتوں سے جو لوگ جماعت میں شامل ہوئے ہیں، اُنہیں اپنے ساتھ چمٹائیں۔ وہ اپنے عزیزوں، اپنے رشتہ داروں، اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ یہ اُن کی نیک فطرت اور پاک فطرت ہی ہے جس نے اُنہیں احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اُن میں یہ کبھی احساس نہ ہو کہ یہ پاکستانی اپنے پاکستانیوں میں اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور ہمارا خیال نہیں رکھتے یا ہمیں اپنے اندر مکمل طور پر سمونا نہیں چاہتے یا جذب کرنا نہیں چاہتے۔ یادرکھیں آج یہاں پاکستانی احمدی زیادہ ہیں۔ یہ صورتحال مستقل نہیں رہنی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ احمدیت نے بڑھنا ہے اور پھولنا ہے اور پھلنا ہے انشاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔ آج جو ان ملکوں میں غیر پاکستانی احمدی ہیں یا مختلف قومیتوں کے احمدی ہیں، یہ آئندہ فوج درفوج احمدیت میں داخل ہونے والوں کیلئے نمونہ بننے والے ہیں۔ اس لئے اُن کی نیک تربیت کریں، اُن سے تعلق بڑھائیں، اُن سے پیار و محبت کا سلوک کریں۔ اُن کیلئے نمونہ بنیں تا کہ یہی محبت اور پیار کے جذبات وہ اپنے زیرِ تربیت لوگوں کو بھی پہنچا سکیں۔

اسی طرح ہندوستان میں بھی جو نئے احمدی ہوئے ہیں، گو وہ مالی لحاظ سے غریب لوگ ہیں لیکن اُن کے دل امیروں سے زیادہ روشن ہیں۔ اُن میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت کا جذبہ دوسروں سے زیادہ ہے۔ تبھی تو انہوں نے مسیح و مہدی کو مانا ہے، اُس پر ایمان لائے ہیں، اس لئے جو پرانے احمدی ہیں وہ اُن لوگوں سے بھی پیار اور محبت کا سلوک کریں، اُن کا خیال رکھیں، اُن کو سینے سے لگائیں۔ اُن کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی محبت اور بھائی چارے کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ بڑی دُور دُور سے سفر کر کے آئے ہیں، بڑی مشکلات میں سے گزر کر آئے ہیں اُن کو ملیں۔ یہ نہ ہو کہ غریب اپنی ٹولیوں میں پھر رہے ہوں اور اپنے آپ کو اس سے اونچا سمجھنے والے ایک طرف سے ہو کر گزر جائیں اور اپنی ٹولیوں اور گروہوں میں پھر رہے ہوں اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کے بھی روادار نہ ہوں۔ تو اس ماحول میں سلام کو بھی رواج دینے کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک دعا ہے، یہ بھی اس دعا کے ماحول کو بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس وقت عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ اُن نئے آنے والوں کی تربیت کی خاطر اُن کے قریب ہوں اور بھائی چارے کا تعلق پیدا کرنے کیلئے بھی اُن کے قریب ہوں۔ اسی طرح جو پرانے احمدی دوسرے ملکوں سے وہاں جلسہ پہ قادیان گئے ہوئے ہیں، وہ بھی ان نئے احمدیوں کو ملیں۔ یہ ایک اہم مقصد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کا بیان فرمایا ہے۔ اور آپ نے فرمایا اس محبت کے جذبات اور عبادتوں کے اور بھی بہت سارے فوائد ہوں گے جو وقت پر ظاہر ہوتے رہیں گے اور ہوتے رہے ہیں اور ہر جلسہ میں ہو رہے ہیں۔ نومبائعین کو، نئے شامل ہونے والوں کو، جن کو جماعت میں شامل ہوئے بعضوں کو اب کافی عرصہ بھی ہو گیا ہے، لیکن وہ ابھی بھی اپنے آپ کو نیا احمدی سمجھتے ہیں، شاید یہ بھی پرانوں کا قصور ہے کہ اُن کو صحیح طرح اپنے آپ میں جذب نہیں کر سکے۔ اُن کو بھی مَیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے زمانے کے امام کو اس لئے مانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے والے بنیں۔ انہوں نے کسی شخص کی خاطر یا کسی عہدیدار کی خاطر امام الزمان کی بیعت نہیں کی۔ اُس کی پاکیزہ جماعت میں کسی کی خاطر شامل نہیں ہوئے۔ جب خدا تعالیٰ کی خاطر ہی تمام کام ہیں اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے تو پھر کسی کے ذاتی رویّہ پر دل برداشتہ نہ ہوں اور مایوس نہ ہوں۔ آپ اُس پاکیزہ تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر ان باتوں کو نظرانداز کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپ کا ان برائیوں سے بچنے کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دے گا۔

پس ہمیشہ خدا اور اُسکے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیار، تعلق اور اطاعت کی تلاش میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے ایمانوں کو مضبوطی عطا کرتا چلا جائے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، کئی دفعہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ ہر احمدی کو اپنے ایمان کی مضبوطی کی خاطر اور ثابت قدم رہنے کیلئے یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران: 9) اللہ تعالیٰ ہر ایک کے دل کو ہمیشہ سیدھا رکھے اور جس سچائی کو وہ احمدی ایک دفعہ حاصل کر چکا ہے اُس میں کبھی ٹیڑھا پن نہ آئے۔

اب میں دوبارہ عبادات و دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسہ کی غرض عبادات، نیکی کی باتیں سننا اور کرنا اور آپس میں محبت اور پیار پیدا کرنا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہونا چاہئے۔ آپ سب جو یہاں جلسہ پر اکٹھے ہوئے ہیں اور قادیان کے جلسہ سالانہ میں بھی شامل ہو رہے ہیں، اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ تین دن صرف اور صرف عبادات، دعاؤں، نیک کاموں کے سننے اور کرنے میں گزارنے ہیں۔ جلسہ پر مختلف علماء کی تقاریر ہوں گی اُن کو سنیں۔ کوئی نہ کوئی نئی بات علم میں آ جاتی ہے جو نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے چاہے پڑھے لکھے عالم ہوں یا عام کم علم رکھنے والے جلسہ کی پوری کارروائی کو سنیں اور خاموشی سے اس ساری کارروائی کو سنیں اور اس دوران زیرِ لب دعائیں اور درود پڑھتے چلے جائیں۔ پھر جلسہ کے اوقات کے علاوہ بھی جو وقت ہے، وہ بھی دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں گزاریں۔ یہ ذکرِ الٰہی آپ کو اللہ تعالیٰ کے اور قریب کرنے کا باعث بنے گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ جلسہ پر آنے والوں کو یہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ”مجھے ایک اور خیال آیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے ایام میں ذکرِ الٰہی کرو۔ اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ کہ اگر تم ذکرِ الٰہی کرو گے تو خدا تمہارا ذکر کرنا شروع کر دے گا۔ بھلا اُس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے جس کو اپنا آقا یاد کرے اور بلائے۔ ذکرِ الٰہی تو ہے ہی بڑی نعمت خواہ اُس کے عوض انعام ملے یا نہ ملے۔ پس تم ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔“ (خطبات محمود جلد چہارم صفحہ 258 زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن)

پھر یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی جب کریں گے تو غیر ضروری باتوں سے بھی بچیں گے اور ان سے بچنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ ان سے پرہیز کریں کیونکہ جب تمام ماحول دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگا تو یہ اجتماعی دعائیں جو دل سے نکل رہی ہوں گی جب اکٹھی ہوکر عرش پر پہنچیں گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لانے والی ہوں گی، یقیناً ہمیں دشمن کے ہر حملے سے محفوظ رکھنے والی ہوں گی۔

مخالفین مختلف رنگوں میں اعتراض کرتے رہتے ہیں اور احمدیوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ جو احمدی پریشانی میں ہیں وہ لکھتے بھی رہتے ہیں۔ تو ایک اعتراض جو ہمیشہ سے مخالفین جلسہ کے بارہ میں کرتے رہے ہیں۔ پہلے قادیان اور ربوہ کے جلسہ کے بارے میں کہتے تھے، پھر خلیفۂ وقت کی شمولیت کی وجہ سے لندن کے جلسہ کے بارے میں بھی کہنے لگ گئے کہ احمدی اپنے جلسہ سالانہ کو حج کے برابر سمجھتے ہیں۔ اس بارے میں ایک بات واضح کر دوں کہ حج اسلام کے رُکنوں میں سے ایک رکن ہے اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل بھی کرتے ہیں، یقین بھی رکھتے ہیں۔ اُن کو مانتے ہیں۔ لیکن ان اعتراض کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ جو تعلیم اور جلسے کے مقاصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکیاں بجا لانے کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ شک پڑا تھا کہ جلسہ کا جو مقصد تھا وہ پورا نہیں ہوا اور لوگوں نے جس طرح آپ کی خواہش تھی، جس طرح آپ چاہتے تھے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہیں کی تو آپ نے ایک سال جلسہ ملتوی کر دیا تھا۔ جب یہ سوچ آپ کی تھی اور خالصۃً للہ ایک اجتماع آپ چاہتے تھے تو اس اجتماع کو جو اللہ کی

خاطر اللہ کی عبادت کرنے والوں اور اللہ کی مخلوق سے ہمدردی اور پیار کو فروغ دینے والوں کا ہو، اگر کسی اجتماع سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، اُس کی مشابہت اگر بتائی جاسکتی ہے تو اُس کے قریب ترین کی جو مشابہت ہے وہ حج کی ہے۔ ایسا دینی اجتماع صرف حج ہی ہے۔ اور یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب بھی دیا ہوا ہے۔ حج کے حکم کے بارے میں (وضاحت) فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ ”حج میں رَفَث، فُسُوق اور جِدَال نہ کرے۔ یہ اُس کیلئے جائز نہیں ہے (کہ وہ یہ چیزیں کرے۔) ہر وہ شخص جو حج کے لئے جاتا ہے اُس کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج میں رَفَث، فُسُوق اور جِدَال نہ کرے۔ رَفَث کیا ہے؟“ فرمایا کہ ”جماع کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حج میں منع ہے۔ لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں (کہ) بدکلامی، گالیاں دینا، گندی باتیں کرنا، گندے قصے سنانا، لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی حج کو جاتا ہے تو اُسے کسی قسم کی بدکلامی نہیں کرنی چاہئے۔ گندے قصے نہ بیان کرنے چاہئیں۔ گپیں نہ ہانکنی چاہئیں۔ (اور) فُسُوق کے معنی ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں اور تمام احکام کو بجالائیں۔ پھر جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں اور بعض تو ضدی واقعہ ہوتی ہیں۔ اس لئے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہوجاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ اُس نے میری جگہ لے لی، مجھے دھکا دے دیا وغیرہ۔ اس لئے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جب تم حج کیلئے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو“۔ پھر آپ نے آگے فرمایا کہ ”حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کیلئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کیلئے دینی لحاظ سے حج تو مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی، وہ اُنہیں حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کیلئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں۔ مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی آکر اُٹھاتے ہیں۔“ (یعنی اپنی تربیت جو کرنا مقصود ہے تو اپنے اندر صبر اور حوصلہ اور برداشت اور عبادت کا ذوق پیدا کرنا چاہئے۔ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس غرض کیلئے نکلے وہ گندی اور لغو باتیں نہ کرے۔ خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے اور لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔ پس مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اگر یہاں آکر فائدہ اُٹھانا ہے تو ان احکام پر عمل کرو۔ ایک دوسرے سے فضول باتیں کرنا، گپیں ہانکنا، لغو اور بیہودہ قصے سننا سنانا اور بہت جگہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہی باتوں کو نابود کرنے کیلئے تلوار کھینچی ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ان کو مٹا کر یہ اجتماع قائم کیا ہے۔ تو جس طرح اُس شخص کیلئے وہ حج بے فائدہ اور غیر مفید ہے جو رَفَث، فُسُوق اور جِدَال کو حج کے ایام میں نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح اس جلسہ پر آنے والا وہ شخص بھی ثواب اور فائدہ سے محروم رہتا ہے جو ان باتوں کو نہیں چھوڑتا۔“ (خطبات محمود، جلد چہارم، صفحہ 254 تا 255، زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن)

پس یہ حقیقت ہے۔ اب پاکستان میں بھی دیکھ لیں، احمدی اگر حج کرنا چاہے تو شور مچا دیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں میں انہوں نے نیا پاسپورٹ ڈیزائن کیا تو اُس میں ایک مذہب کا خانہ نہیں تھا تو ایک شور پڑ گیا کہ مذہب کا خانہ کیوں نہیں رکھا گیا؟ ہیں یہ کیا ہوگیا؟ اتنا بڑا ظلم ہوگیا ہے۔ اس سے تو احمدی لوگوں کا پتہ نہیں لگے گا کہ یہ احمدی ہیں اور یہ حج کرنا شروع کر دیں گے۔ ایک طرف تو یہ اعتراض ہے کہ یہ احمدی حج پر نہیں جاتے۔ دوسری طرف یہ فکر کہ اگر مذہب کا خانہ نہ لکھا گیا تو یہ حج کرنا شروع کر دیں گے۔ اور پاکستان کی حکومت نے بھی جو کہ بیچاری مجبور حکومت ہے، اور 74ء کے بعد سے ہمیشہ رہی ہے، انہوں نے گھٹنے ٹیک دیئے پہلے ضد پر قائم رہے پھر کہہ دیا نہیں نہیں۔ ہم خانہ رکھ دیں گے۔ ان لوگوں سے میں کہتا ہوں کہ اگر آج بھی یہ لوگ امن کی ضمانت دیں کہ حج پر اگر احمدی جائیں گے تو شر نہیں پھیلے گا تو پھر دیکھیں کہ احمدی کس طرح حج کرتے ہیں۔ دنیا کے بہت سے ممالک سے جہاں یہ مذہب کے خانے نہیں رکھے ہوتے، اللہ کے فضل سے احمدی حج پر جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ پس اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں کر کے مخالف اپنی طرف سے جماعت کے افراد میں بے چینی پھیلانا چاہتے ہیں۔ اُن کو پتہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کوئی دنیاوی جماعت نہیں ہے۔ یہ ایک الٰہی جماعت ہے، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس میں شامل ہر احمدی، بچے، بوڑھے، جوان، مرد، عورت کا خدا تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہے اور وہ اس بات پر پختہ ایمان رکھتا ہے کہ یہ جماعت اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان رکھتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن آئے گا جب حج کے لئے بھی ایک احمدی امن سے سفر کر سکے گا۔ ہمیں یہ تو نہیں پتہ کہ تمہاری حرکتوں اور فتنہ و فساد کے خیالات رکھنے کی وجہ سے تمہارے حج قبول ہوتے ہیں کہ نہیں لیکن احمدی کو اللہ تعالیٰ ایمان مضبوط کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان دکھاتا رہتا ہے۔ اور اُن میں سے ایک نشان جلسہ سالانہ بھی ہے جس میں پہلے صرف قادیان میں مختلف جگہوں سے لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ پھر اُس کے ساتھ پارٹیشن کے بعد ربوہ میں جلسہ ہونا شروع ہوا تو وہاں دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی اکٹھے ہونا شروع ہوئے، ایک جگہ پر جمع ہونے شروع ہوئے اور جب ظالمانہ قانون نے احمدیوں کو نیکیاں بجا لانے کیلئے اکٹھے ہونے کے اس ذریعہ کو بھی بند کر دیا تو پھر لندن میں خلیفۂ وقت کی موجودگی میں جلسے ہونے لگے اور احمدیت کے پروانے دنیا کے کونے کونے سے لندن اکٹھے ہونے شروع ہوگئے۔ پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تمام دنیا اس جلسہ میں شامل ہونے لگ گئی اور ہر شہر، ہر محلہ اور ہر گھر میں جلسہ کا ماحول بننا شروع ہوگیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت کے اپنے سالانہ جلسے بھی ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک میں براہِ راست خلیفۂ وقت کی موجودگی میں جلسے ہوتے ہیں۔ اور مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ آج اس وقت یہ جلسہ جو یہاں فرانس میں ہو رہا ہے یہ اس سال کا کسی ملک کا نواں جلسہ سالانہ ہے جس میں براہِ راست مَیں نے شمولیت کی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف جگہوں اور مختلف دوروں میں اَور بہت سارے چھوٹے چھوٹے جلسے بھی ہوتے رہے۔ تو جلسہ سالانہ کی جن برکتوں کو سمیٹنے اور دعاؤں کی طرف توجہ کرنے اور وہ ماحول پیدا کرنے کیلئے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی تھی، یہ جلسے ہوتے ہیں۔ ہر جگہ چھوٹے اور بڑے پیمانے پر ہوتے ہیں۔ اور ہر جگہ احمدی ان جلسوں میں شامل ہو کے اللہ کے فضل سے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے۔

آج یورپ میں جہاں کرسمس اور چند دنوں بعد نئے سال کے منانے کی خوشی میں چھٹیاں ہیں، رخصتیں ہیں اور آج اس ماحول کی اکثریت اللہ کو یاد کرنے کی بجائے اس خوشی میں شرابیں پی کر مدہوش پڑی ہوئی ہے، ایک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے جو یورپ کے اس دنیا دار اور فیشن میں سب سے زیادہ بڑھے ہوئے ملک اور اس شہر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزہ لینے کیلئے اور اُس کے احکامات پر عمل کرنے کیلئے، اُس کا قرب پانے کیلئے اکٹھی ہوئی ہے اور جلسہ کر رہی ہے۔ جس کو اس ماحول کے لہو و لعب سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کھیل کود سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف یہ کہ اللہ کا ذکر بلند ہو اور اُس کے احکامات پر عمل ہو۔ اُس کی مخلوق سے پیار و محبت کا تعلق قائم ہو۔ اور یہ پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچے جس کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ پھر اس وقت مسیح الزمان کی جماعت کے پروانے قادیان کی بستی میں ایسا ہی ماحول پیدا کرنے کیلئے دنیا کے مختلف ممالک سے بھی اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے بھی اکٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے علاقوں سے جہاں سردی نہیں ہوتی جبکہ قادیان میں ان دنوں میں بے انتہا سردی ہوتی ہے۔ اور یہاں کی طرح ہیٹنگ کا انتظام بھی نہیں ہے۔ اتنے ہی ٹمپریچر میں کھلے میدان میں بیٹھے ہوں گے جبکہ آپ نے مارکی کے اندر بھی ہیٹنگ کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اور ان کے اپنے علاقوں میں جو دور سے آئے ہوئے ہیں بعض جگہوں پہ سردی نہ ہونے کی وجہ سے وہ گرم کپڑے بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں کیونکہ غربت اُس کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن ایمانوں کی گرمی نے اس ظاہری سردی کو پس پشت ڈال دیا ہے اور پیچھے کر دیا ہے۔ اب بتاؤ کوئی ہے جو ان ایمان والوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ ہیں جو مسیح موعود کے ماننے والے ہیں، جن کو اللہ اور اُس کے رسول کا صحیح فہم اور اِدراک حاصل ہے اور اسی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر ڈالے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رکھنے والے ہیں۔ ان میں سے قادیان کا مَیں ذکر کر رہا تھا، گزشتہ دنوں ہندوستان کے بعض علاقوں میں سے بعض قافلے جو جلسے پر آرہے تھے تو ٹرین چلنے سے پہلے یا کہیں ٹرین سٹیشن پر رکی ہے تو اُس وقت مخالفین نے انہیں جلسہ پر جانے سے روکنے کی کوشش کی۔ ہمارے مبلغ اور معلم کو جو سفر کر رہے تھے اغوا بھی کر لیا۔ ایک جگہ پر ان کا ٹکٹ بھی چھین لیا اور اُسکی وجہ سے وہ سفر نہیں کر سکے۔ لیکن یہ مخالفین جانتے نہیں۔ یہ دنیا دار لوگ ہیں ناں، ایمان کو بھی دنیا کے ترازو میں تولتے ہیں۔ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو تمہاری یہ گیدڑ بھبھکیاں، یہ ڈراوے ایمان کی حرارت والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ تم ایک ٹرین کیا ہزار ٹرینوں پر حملے کرو، اُن کو روکو لیکن یاد رکھو کہ یہ گاڑی جو اَب چل چکی ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلاموں کی گاڑی ہے جس کے مسافروں کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ یہ اب تم لوگوں سے ٹھہرنے والی نہیں ہے۔ اب جو بھی اس کے رستے میں آئے گا اُسکو یہ روندتی چلی جائے گی۔ یہ الٰہی تقدیر ہے۔ یہ اٹل تقدیر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے کہ اس نے غالب آنا ہے۔

پس اے ایمان کی حرارت والو! اس نیک مقصد کیلئے سفر کرنے والو! ان مخالفتوں کی وجہ سے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ دعاؤں پر زور دو۔ اپنی عبادتوں کو مزید سجاؤ اور ان دنوں میں قادیان کی فضا کو ذکرِ الٰہی سے معطر کر دو، بھر دو۔ ہر طرف ذکرِ الٰہی کی خوشبوئیں پھیلا دو۔ اللہ توفیق دے۔

اسی طرح جو یہاں فرانس میں شامل ہونے والے ہیں۔ اُن کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ یہ جلسہ کے جو تین دن ہیں انہیں دعاؤں میں صَرف کریں اور اپنی دعاؤں میں قادیان والے بھی اور یہاں یہ بھی اپنے ساتھ دوسرے احمدیوں کو بھی شامل کریں۔ واقفینِ نو کیلئے بھی دعائیں کریں کہ یہ بھی اللہ کی خاطر قربانیاں کرنے والوں کی فوج ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، جس نے بڑے ہو کر امن اور محبت کا پیغام دنیا میں پھیلانا ہے۔ تمام واقفینِ زندگی کیلئے، کارکنوں کیلئے بھی دعائیں کریں۔ احمدیت کے جلد تر غلبہ کیلئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جو جلسہ میں شامل ہوئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا بھی وارث بنائے۔

اب دعا کرلیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29/مارچ 2013)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت ہو اور
خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالبِ دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبید اللہ قریشی اینڈ فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

یاد رکھیں کہ خلافت کی اطاعت میں
نظامِ جماعت کی اطاعت بھی اہم بات ہے

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالب دعا: محمد گلزار اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ سورو (اڈیشہ)

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

> **اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے**
> **لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا، خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں**

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22 مئی 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب احمدیوں کا کس بات پر شکریہ ادا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب سے پہلے تو ان سب احمدیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے گزشتہ دنوں میرے چوٹ لگنے پر اپنے غیر معمولی جذبات کا اظہار کیا اور بڑی تڑپ سے دعائیں کیں۔

سوال حضور انور نے خلیفہ اور جماعت کی محبت کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس زمانے میں خلیفۂ وقت سے یہ اخلاص و وفا کی مثال صرف جماعت احمدیہ ہی میں مل سکتی ہے۔ یہاں یہ بھی نہیں پتا چلتا کہ کون زیادہ دوسرے کیلئے درد رکھتا ہے۔ بعض دفعہ تو یہ لگتا ہے کہ افرادِ جماعت کی خلافت سے محبت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلیفۂ وقت اور جماعت کے رشتے کے متعلق کیا ارشاد فرمایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ فقرہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے کہ خلیفۂ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی چوٹوں پر کن دوائیوں کا استعمال کیا؟

جواب حضور انور نے مرہم عیسیٰ اور ہومیو پیتھک کریم کیلنڈولا (Calendula) استعمال کی۔

سوال حضور انور نے اپنے کندھے کی درد کے متعلق کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کچھ عرصہ ہوا میرے کندھے اور بازوؤں میں شدید درد تھی۔ ہاتھ اٹھانا مشکل تھا۔ یہاں سپیشلسٹ ڈاکٹر کو دکھایا تو اس نے یہ کہا کہ یہ درد چھ ہفتے سے تین چار مہینے تک رہ سکتی ہے۔ بہرحال چند دن کے بعد پھر اس نے معائنہ کیا، دیکھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوے فیصد درد ختم ہو چکی تھی۔

سوال حضور انور نے لاک ڈاؤن کی پابندیوں میں نرمی ملنے پر افراد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حکومت نے جو شرائط لگائی ہیں ان پر ہر احمدی کو کاربند ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ عورتیں گھروں میں نمازوں کا خاص اہتمام کریں۔ گھروں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہے۔ ایم.ٹی.اے کے پروگراموں کو دیکھنے کی طرف بھی توجہ رکھیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مومن کی کیا نشانی بیان فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن کا یہ کام نہیں کہ کبھی ان لوگوں میں شامل ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشکل میں گرفتار ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اسے پکارتے ہیں اور جب تکلیف دور ہو جائے تو خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

سوال وہ لوگ جو کورونا وائرس کے متعلق یہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ طبعی حادثہ ہے یا عذابِ الٰہی، انہیں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مومن کا کام ہے کہ لرزاں و ترساں ہو۔ اپنے ایمان و ایقان کو مضبوط کرے۔ اپنے اچھے انجام کیلئے دعا کرے۔ ہمیں اپنے ایمان و ایقان، انجام بخیر اور دنیا کے بچانے کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام طاعون کے زمانے میں کس طرح دنیا کیلئے دعا کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے چین ہو ہو کر دنیا کیلئے دعا کیا کرتے تھے کہ انسانیت کو اللہ تعالیٰ بچا لے۔

سوال جو لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک مضمون ''حوادث طبعی یا عذاب الٰہی'' کو کورونا وبا سے ملاتے ہیں، انہیں حضور انور نے کیا ہدایت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کیلئے اس میں تنبیہ اور بشارت بھی ہے۔ تنبیہ یہ کہ صرف احمدیت کا عنوان بچانے کیلئے کافی نہیں ہوگا بلکہ تقویٰ کی شرط بھی ساتھ لگی ہوئی ہے اور بشارت کا پہلو یہ ہے کہ جماعت میں جو عملی کمزوریاں آ چکی ہوں گی بڑی تیزی کے ساتھ ان کی اصلاح کی کوشش احمدی کرے گا اور خدا کی طرف یہ لوٹنا ہی ان کیلئے بشارت ہے ورنہ کوئی بشارت نہیں۔

سوال جنت کس پر واجب ہو جاتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جنازے پر لوگ اس شخص کی تعریف کریں، اسکی خدمات کی تعریف کریں، اسکے حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی گواہی دیں اور تعریف کریں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

سوال آج کل وباؤں کے نتیجے میں دنیا داروں کی کیا حالت ہو رہی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیا داروں کے تو ہوش و حواس گم ہو رہے ہیں۔ بڑی بڑی حکومتوں کی معیشتیں اور نظام درہم برہم ہو گئے ہیں اور وہ اس کے اثر سے اپنے عوام کی توجہ پھیرنے کیلئے جو کوشش کر رہے ہیں وہ اَور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ ان کو جنگ اور معیشت کی مزید تباہی میں دھکیل دے گی۔

سوال حضور انور نے دنیاوی حکومتوں کے تباہی سے بچنے کا کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب تک یہ لوگ اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا نہیں کریں گے جس سے فسادوں کی کیفیت دور نہ ہو تو ایک کے بعد دوسری تباہی میں یہ لوگ خود ڈوبتے چلے جائیں گے۔ فتنہ و فساد اور حقوق غصب کرنا اور خدا کے بندوں کا استہزا کرنا یہ بے چین کرنے والی تباہیاں لاتا ہے۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت کو ایک درد کے ساتھ کیا دعا کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور نے فرمایا: ہمیں درد کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ نوبت ہی نہ آئے جب دنیا اس حد تک آگے چلی جائے کہ وہاں سے روشنی اور امن کی طرف آنے کے راستے ہی بند ہو جائیں۔ اس سے پہلے ہی لوگوں کی نظر اس طرف پھر جائے

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کس مقام اور معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ عاداتِ انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔

سوال اخلاقی حالتوں کی درستی اور حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کریں اور تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کو کون سا طریق اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں۔

سوال حضور انور نے اسیرانِ راہِ مَولا کیلئے کیا دعا کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسیرانِ راہِ مولیٰ کیلئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی معجزانہ رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور اپنا رحم فرمائے۔ عدلیہ اور حکومت کو توفیق دے کہ وہ انصاف پر قائم ہوں۔ خدا اور رسولؐ کا نام لیتے ہیں تو خدا اور اس رسولؐ کا حقیقی خوف اور محبت بھی ان میں پیدا ہو۔ آپؐ کے اسوہ پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔

......☆......☆......☆......

> **واجب ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اَکارت نہیں جانے دیا**
> **اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی**

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2 مئی 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیت 44 تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اور ہم ان کے سینوں سے کینے کھینچ نکالیں گے ان کے زیر تصرّف نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ تمام حمد اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ دکھائی جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ یقیناً ہمارے پاس ہمارے ربّ کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے اور انہیں آواز دی جائے گی کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث ٹھہرایا گیا ہے بسبب اُسکے جو تم عمل کرتے تھے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حمد کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحقِ تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو۔ اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو۔

سوال حمد کے یہ معنی کس ذات میں پائے جاتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اسی کیلئے ہے اس دنیا میں بھی، اُس دنیا میں بھی۔

سوال حضور نے خلیفہ وقت اور جماعت کی آپسی محبت اور تعلق کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کے نظارے روزانہ ڈاک میں آجکل میں دیکھ رہا ہوں۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفۂ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے۔ ایک بجلی کی رَو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے غموں کو دور کرنے کے متعلق کیا الہام فرمایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَ اٰتَانِیْ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز کس طرح مکہ میں داخل ہوئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''ذی طوی'' مقام کے پاس پہنچے تو اس

وقت آپ نے سرخ رنگ کی دھاری دار چادر کے پہلو سے اپنا چہرہ مبارک قدرے ڈھانکا ہوا تھا۔ اور مکہ کی فتح کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو آپؐ کو عزت عطا فرمائی تھی، اس کی وجہ سے آپ نے اپنا سرِ مبارک اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے اس قدر جھکایا ہوا تھا کہ قریب تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے اگلے حصہ سے جا چھوئے۔

سوال وہ کون سی دعا ہے جس سے انسان کی سب خطائیں معاف ہو جاتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک دن میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ایک سو مرتبہ کہا، اُسکی سب خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں یعنی بہت زیادہ ہوں۔

سوال وہ دو کلمات کون سے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے اور میزان میں بہت بھاری ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دو ایسے کلمات ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں لیکن میزان میں بہت بھاری ہوں گے اور خدائے رحمان کو بہت محبوب ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ''

سوال حَمَّادُوْنَ سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز پکارا جائے گا کہ حَمَّادُوْن کھڑے ہو جائیں۔ تو ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا اور ان کیلئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہونگے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ حَمَّادُوْن کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مومن کو کامیابی پانے پر کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضورؑ نے فرمایا: واجب ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اَکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والا کس طرح عالمین میں سے ایک عالم بن جاتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ اپنی خواہشات کا چولہ اتار پھینکتا ہے، اپنے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کی راہوں اور اس کی عبادات میں فنا ہو جاتا ہے، اپنے اُس ربّ کو پہچان لیتا ہے جس نے اپنی عنایات سے اسکی پرورش کی وہ اپنے تمام اوقات میں اس کی حمد کرتا ہے اور اپنے پورے دل بلکہ اپنے (وجود کے) تمام ذرات سے اس سے محبت کرتا ہے تو اس وقت وہ شخص عالمین میں سے ایک عالم بن جاتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت کریمہ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ کے کیا معنی بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر دو احمدوں کا ذکر فرما کر ہر دو کو اپنی بے پایاں نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ ان میں سے پہلے احمد تو ہمارے نبی احمد مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ ﷺ ہیں اور دوسرا احمد آخر الزمان ہے جس کا نام محسن خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی بھی رکھا گیا ہے۔ یہ نکتہ مَیں نے خدا تعالیٰ کے قول اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے اخذ کیا ہے۔ پس ہر غور و فکر کرنے والے کو غور کرنا چاہئے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے افراد جماعت کو کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب حضورؓ نے فرمایا: میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن کریم تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے جماعت کی ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کون سا الہام پڑھ کر سنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے کہ ''نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ وَ انْتَهٰى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا ۔ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ'' ترجمہ: ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نُور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھادیں۔ مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرلے اگرچہ منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرلے گا۔ تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر10027: مَیں صدّی جنوبہ زوجہ مکرم حافظ کے .ایس ابوکر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر69 سال پیدائشی احمدی، ساکن 18 گنیش پورم (ساؤتھ اسٹریٹ) ڈاکخانہ میلا پالم ضلع تیرونل ویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28/جنوری2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی 4 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عبدالرحمن طاہر الامۃ: صدّی جنوبہ گواہ: بشارت احمد کریم

مسل نمبر10028: مَیں کے سائرہ بانو زوجہ مکرم ایس .ایس .جسن ابوبکر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر51 سال تاریخ بیعت 1990، ساکن 69/A (8th Street) حمیم پورم ڈاکخانہ میلا پالام صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28/جنوری2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 40 گرام 22 کیریٹ، جائداد قیمت 5 لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایس .ایس .جسن ابوبکر الامۃ: کے سائرہ بانو گواہ: خلیل احمد

مسل نمبر10029: مَیں طاہرہ نرگس زوجہ مکرم بشارت احمد کریم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر28 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمدیہ محلہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 24/مئی2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک گلے کا ہار 9 گرام، 2 کان کی بالی 2 گرام، ایک انگوٹھی 1 گرام (تمام زیورات 23 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/2300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: بشارت احمد کریم الامۃ: طاہرہ نرگس گواہ: سیف الدین قمر

مسل نمبر10030: مَیں شیخ معصوم ولد مکرم شیخ نور حسن صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر19 سال پیدائشی احمدی، ساکن سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 30/مئی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کامران احمد العبد: شیخ معصوم گواہ: حرتاج احمد

مسل نمبر10031: مَیں محمد اشفاق قمر ولد مکرم محمد بشیر بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر36 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: شارجہ (متحدہ عرب امارات) UAE، مستقل پتا: بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 11/نومبر2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی زمین رقبہ 6 مرلہ بمقام بھینی بانگر (قادیان)، میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/1200 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: طاہر احمد .کے .آئی العبد: محمد اشفاق قمر گواہ: سید مشہود احمد

مسل نمبر10032: مَیں حفصہ طارق بنت مکرم محمد رشید طارق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر21 سال پیدائشی احمدی، ساکن بیت الاحسان (محلہ احمدیہ) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2/جون 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد رشید طارق الامۃ: حفصہ طارق گواہ: خالد احمد الہ دین

خطبہ نکاح

فرمودہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18/اگست 2018ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان کیا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا۔ جو عزیزہ ماریہ مناہل احمد کا ہے جو مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم ساجد اقبال (مربی سلسلہ، مبلغ سلسلہ مارشل آئی لینڈ) کے ساتھ چار ہزار کینیڈین ڈالرحق مہر پر طے پایا ہے جو ظفر اقبال صاحب کے بیٹے ہیں۔

مربی اور مربی کی بیوی دونوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے طور طریقوں کی طرف، ان کے اخلاق کی طرف، ان کی بول چال کی طرف، ان کی عبادات کی طرف، ان کے رکھ رکھاؤ کی طرف احمدیوں کی اور خاص طور پر ان کی جس علاقہ میں وہ کام کر رہے ہوں، نظر ہوتی ہے۔ اور مارشل آئی لینڈ ان علاقوں میں ہے جہاں احمدیت کا نفوذ ابھی چند سال پہلے ہوا ہے۔ اس لحاظ سے ان دونوں میاں بیوی کو وہاں جا کر اپنے اعلیٰ اخلاق اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کے زیادہ نمونے دکھانے ہوں گے۔ تبھی لوگ قریب آئیں گے۔ تبھی وہاں جماعت بنے گی۔ اور جب جماعت بن جائے تو پھر تربیت کا پہلو ایک بہت بڑا پہلو ہے جس کی ذمہ داری مربی پر بھی ہے اور اس کی بیوی پر بھی ہے۔ اور اس کی صحیح طرح ابتدا اور اس کا صحیح طرح اظہار تبھی ہو سکتا ہے جب گھر میں بھی دونوں کے آپس کے تعلقات میں اچھے نمونے ہوں۔ ان کی دعاؤں میں برکت بھی تبھی پڑے گی جب آپس میں نیک نمونے قائم کرنے والے ہوں گے۔

پس اس لحاظ سے آج قائم ہونے والے اس رشتہ میں ان دونوں کو یہ خیال رکھنا چاہئے، لڑکی کو بھی لڑکے کو بھی کہ وہ شادی کے بندھن میں بندھ رہے ہیں اور ساتھ ہی اس بات کا بھی کہ ایک نیا آغاز ہو رہا ہے، وہ دوسروں کو بحیثیت مربی اور مربی کی بیوی اپنے نمونے دکھانے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو بار بار تقویٰ کی تلقین فرمائی ہے، اس پر قائم رہیں اور یہ دیکھیں کہ ہمارا ہر فعل خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا چیز، کیا نصیحت کرتے ہیں۔ مجھے کیا کام کرنے چاہئیں اور کیا نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور سب کچھ کرو۔ پس اگر اللہ کا خوف ہو، تقویٰ ہو، خشیت ہو تو انسان ہمیشہ پھر نیک کام ہی کرے گا۔ چاہے وہ گھر کے آپس کے تعلقات ہیں یا باہر معاشرے میں لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں۔ اور اسی وجہ سے پھر آگے جو نسل چلنی ہے اس کی بھی صحیح طرح تربیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور آئندہ ان میں سے آنے والی نسل بھی نیک اور خادم سلسلہ ہو۔

ان الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کر لیں۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور نکاح کے فریقین کو مبارکباد دیتے ہوئے مصافحہ کی سعادت بھی عطاء فرمائی۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ایس لندن
(الفضل انٹرنیشنل 12/جون 2020)

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/جنوری 2020ء بروز ہفتہ نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک (اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے) کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم شفقت نواز صاحب
(Reading، یو.کے)

22/جنوری 2020ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم چار سال قبل لاہور سے یوکے آئے اور ریڈنگ میں اپنے بچوں کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، نظام جماعت کے ساتھ اخلاص اور محبت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ بچوں کو بھی ہمیشہ خلافت اور جماعت سے وابستگی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اسلام پورہ سیالکوٹ شہر)

12/نومبر 2019ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت منشی محمد عبداللہ صاحب کی بہو اور مکرم مرزا عبداللطیف صاحب (درویش قادیان) کی بہن تھیں۔ لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ شہر میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ خلافت سے بہت اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

(2) مکرم صادق احمد صاحب
(دار العلوم غربی سلام ربوہ)

یکم نومبر 2019ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ لازمی چندوں کے علاوہ ہر مالی تحریک میں حصہ لیتے اور پہلی فرصت میں ادائیگی بھی کر دیتے تھے۔ جماعتی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ انہوں نے فیکٹری ایریا حلقہ احمد میں بطور محصل تحریک جدید خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ مکرم بدر الزمان صاحب (مربی سلسلہ ریسرچ سیل) کے والد تھے۔

(3) مکرم محمد اشرف صاحب، المعروف مولوی اشرف
(دار الرحمت وسطی ربوہ)

28/ستمبر 2019ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے زعیم خدام الاحمدیہ دار الرحمت غربی کے علاوہ مجلس انصار اللہ ربوہ میں بطور نائب زعیم تربیت خدمت کی توفیق پائی۔ حلقہ میں سیکرٹری صنعت و تجارت اور مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ کے ممبر بھی رہے۔ 1974ء کے مشکل حالات میں خدام کے ساتھ مل کر شب و روز ڈیوٹیاں دیں۔ خوش اخلاق، امانتدار، صاف گو اور لین دین میں کھرے انسان تھے۔ مربیان اور جماعتی کارکنان کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(4) مکرمہ سمیعہ پروین صاحبہ (فیکٹری ایریا، ربوہ)

یکم اکتوبر 2019ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت خواجہ میاں امام دین صاحبؓ آف کشمیر کی پوتی اور حضرت عبداللہ صاحبؓ کی بھانجی تھیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ، خدمت خلق اور مریضوں کی عیادت کا بے حد شوق تھا۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(5) مکرم شمس الاسلام صاحب (بنگلہ دیش)

19/دسمبر 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے بڑے بیٹے نے جب فروری 2019ء میں بیعت کی توفیق پائی تو آپ نے بھی احمدیہ مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کرنی شروع کر دی اور پھر نومبر میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ حضور کا خطبہ غور سے سنتے تھے۔ مرحوم نمازیں اور نوافل بڑی رقّت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے جو پہلے احمدی ہو چکے تھے انہوں نے بتایا کہ گاؤں میں رشتہ داروں نے بتایا کہ تم نے کیا جادو کیا ہے؟ کیونکہ تمہارا باپ بیعت کے بعد بالکل بدل گیا ہے۔ یعنی پہلے بات بات پر غصہ کرتے اور گالی گلوچ کرتے تھے اب وہ اس کام کو غلط کہتے ہیں۔ پسماندگان میں 6 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
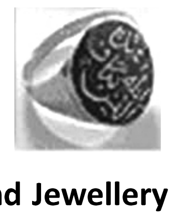

طالب دعا:
بصیر احمد
جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ
(ضلع محبوب نگر)
صوبہ تلنگانہ

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

مُلکی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ حیدرآباد (صوبہ تلنگانہ) میں مورخہ 18 جنوری 2020 کو خاکسار کی زیر صدارت حلقہ بی بی بازار میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ نماز تہجد با جماعت ادا کی گئی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طاہر پٹیل صاحب نے کی۔ مکرم انصار احمد صاحب نے ایک نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ مکرم شجیل احمد صاحب نے ''سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر خاکسار نے ''درود شریف کی اہمیت و برکات'' کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد میں ماہ رمضان المبارک کی مصروفیات اور نماز عید

الحمدللہ امسال رمضان المبارک کے لیے امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی ہدایت پر ایک لائحۂ عمل تیار کیا گیا جو رمضان سے قبل افراد جماعت کو بھجوایا گیا جس کے مطابق افراد جماعت نے اپنے گھروں میں ہی نماز تراویح، فرض نمازوں، نماز جمعہ اور درس و تدریس کا اہتمام کیا۔ کئی افراد نے قرآن مجید کو یاد کرنے کی طرف توجہ دی۔ دوران ماہ 375/افراد نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے۔ مقامی طور پر صدقات بھی کیے گئے۔ 30/افراد کو اپنے گھروں میں اعتکاف کرنے کی توفیق ملی۔ اس طرح الحمدللہ ہر گھر میں دینی ماحول رہا۔ افراد جماعت نے انفرادی طور پر غربا کی مدد کی نیز مریضوں کو ادویہ تقسیم کی گئیں۔ اس ماہ میں چھ اطفال و ناصرات نے قرآن مجید کا تیسواں پارہ زبانی یاد کیا۔ ان خوش نصیب بچوں کے اسماء یہ ہیں۔ عزیزم حزیم غوری، مقیط احمد، ظافر احمد، ایاض احمد، عزیزہ جاذبہ جاسمین اور قانتہ طاہر۔ رمضان کے آخر پر مورخہ 24 مئی 2020 بروز اتوار محترم امیر صاحب حیدرآباد کی ہدایت پر شام ساڑھے چھ بجے افراد جماعت نے اپنے اپنے گھروں میں دعا کا اہتمام کیا۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد میں نماز عیدالفطر کی تقریبات

مورخہ 25 مئی 2020 کو جماعت احمدیہ حیدرآباد میں محترم امیر صاحب حیدرآباد کی ہدایت کے مطابق انفرادی طور پر اپنے اپنے گھروں میں نماز عیدالفطر ادا کی گئی۔ خطبہ عید میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گزشتہ سال کے عیدالفطر کے خطبہ کا خلاصہ پڑھ کر سنایا گیا۔ عید سے قبل عزیز عدیل احمد ارسلان نے نماز عید کے طریق پر مشتمل ایک ویڈیو تمام افراد جماعت کو بھیجی تا کہ نماز عید ادا کرنے میں آسانی ہو۔ عید سے قبل افراد جماعت نے صدقۃ الفطر ادا کیا جو مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہم سب کے لیے حقیقی خوشیاں لے کر آئے۔ آمین۔ (محمد کلیم خان مبلغ انچارج حیدرآباد)

یادگیر میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد

مورخہ 11 فروری 2020 کو لجنہ ہال یادگیر (صوبہ کرناٹک) میں ایک فری یونانی میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ افتتاحی تقریب مکرم اسد سلطان غوری صاحب امیر ضلع یادگیر کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں ضلع یادگیر کے سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹرز اور سٹاف نے بھی شرکت کی۔ مکرم اسد سلطان غوری صاحب نے اپنی تقریر میں جماعت کی خدمت خلق کے کاموں کے متعلق بتایا جس کی سرکاری ڈاکٹرز نے اپنے تاثرات میں تعریف کی۔ بعدہ صدر جلسہ نے دعا کے ساتھ کیمپ کا آغاز کیا۔ کثیر تعداد میں افراد جماعت کے علاوہ غیر مسلم مرد و زن نے بھی اپنا علاج کرایا اور انہیں مفت ادویہ دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

(سمیر احمد، مبلغ انچارج ضلع یادگیر و گلبرگہ)

جلسہ یوم خلافت

امسال جماعت احمدیہ پونہ مہاراشٹرا میں افراد جماعت نے مورخہ 27 اور 29 مئی کو اپنے اپنے گھروں میں جلسہ یوم خلافت منعقد کیا۔ پروگرام کے مطابق انفرادی طور پر نماز تہجد ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد افراد جماعت نے اپنے اپنے گھروں میں درس کا اہتمام کیا اور اس کے بعد تلاوت قرآن کریم کی گئی۔ اس روز افراد جماعت نے صدقہ بھی دیا اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط بھی لکھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ بعدہ یوم خلافت کی مناسبت سے نظم پڑھی گئی جس کے بعد خلافت کی اہمیت و برکات وغیرہ عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (حلیم خان شاہد، مبلغ سلسلہ پونہ، مہاراشٹرا)

+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
Alam Associates
Architect & Engineers
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تحت نور ہسپتال کے شعبہ X Ray اور شعبہ دندان میں لیڈی ٹیکنیشین کی دو اسامیوں کو پُر کیا جانا مقصود ہے

درج ذیل تفصیل کے مطابق خدمت کی خواہشمند خواتین کیلئے تحریر ہے:

شرائط : اسامی لیڈی ٹیکنیشین برائے شعبہ ایکسرے (نور ہسپتال قادیان)

(1) اُمیدوار نے رجسٹرڈ اور منظور شدہ بورڈ سے Diploma in Radiology Technology کیا ہوا ہو اور Digital Technology and Competency in ECG Technology میں کم از کم تین سال کا تجربہ حاصل کیا ہو (2) اُمیدوار میں Good Communication Skill کا ہونا ضروری ہے

شرائط : اسامی لیڈی ٹیکنیشین برائے شعبہ دندان (نور ہسپتال قادیان)

(1) اُمیدوار نے رجسٹرڈ اور منظور شدہ بورڈ سے Diploma in Dentistry کیا ہوا ہو اور اس میں کم از کم تین سال کا تجربہ حاصل کیا ہو (2) اُمیدوار میں Good Communication Skill کا ہونا ضروری ہے

مشترکہ شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 22 سے 37 سال کے درمیان ہونی چاہئے (2) اُسی امیدوار کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے گا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان میں کامیاب ہوگا (3) تحریری امتحان اور انٹرویو میں کامیاب امیدوار کو نور ہسپتال قادیان کا جاری کردہ Medical Fitness سرٹیفکیٹ بھی پیش کرنا ہوگا (4) انٹرویو میں شرکت کیلئے امیدوار کو قادیان آمد و رفت اور میڈیکل کے تمام اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے (5) سلیکشن کی صورت میں قادیان میں رہائش کی ذمہ داری اُمیدوار کی اپنی ہوگی (6) امیدوار کیلئے نظارت دیوان کی طرف سے مجوزہ فارم کے ساتھ تعلیمی قابلیت کی سندات، Experience سرٹیفکیٹ، تاریخ پیدائش کا ثبوت، آدھار کارڈ، ووٹر آئی ڈی، جماعتی رجسٹریشن کارڈ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی لگانی ضروری ہوگی (7) ہفت روزہ اخبار بدر میں اعلان کے دو ماہ بعد امتحان کی تاریخ سے مطلع کر دیا جائے گا (8) خواہشمند امیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر / مقامی امیر / صدر / صدر لجنہ / مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مہر کے ساتھ ارسال کر سکتے ہیں (9) امیدوار جب انٹرویو کیلئے تشریف لائیں تو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ ضرور لائیں (10) وقف نو امیدوار ہونے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کی کسی بھی اسامی پر اپلائی کرنے سے قبل سیّدنا حضور انور سے حاصل کی گئی منظوری کی نقل شامل کرنی ضروری ہوگی (11) مذکورہ اسامی کیلئے کوائف فارم نظارت دیوان سے بھی حاصل کر سکتے ہیں، درخواست فارم مکمل پُر کرنے کے بعد حسب طریق و قواعد کارروائی ہوگی۔

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان کے ادارہ جات میں کارکن گریڈ درجہ چہارم برائے مالی، کیئر ٹیکر، چوکیدار، باورچی، نانبائی، خادم مسجد کی اسامیاں پُر کی جانی مقصود ہیں

جو اُمیدوار خدمت کے خواہش مند ہوں وہ درج ذیل شرائط کے مطابق درخواست دے سکتے ہیں۔ اُمیدوار کا مندرجہ بالا کسی بھی کیٹیگری میں قادیان یا قادیان سے باہر کہیں بھی تقرر کیا جا سکتا ہے۔

شرائط

(1) اُمیدوار کیلئے تعلیم کی کوئی شرط نہیں (2) اُمیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے (3) برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (4) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے (5) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو نور ہسپتال قادیان کے میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہوں گے (6) اُمیدوار کے قادیان آمد و رفت کے اخراجات اپنے ہوں گے (7) اگر کسی اُمیدوار کی اسامی میں سلیکشن ہوتی ہے اس صورت میں اس کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (8) خواہشمند اُمیدوار مجوزہ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں ☆ اس اعلان کے دو ماہ کے اندر جو درخواستیں آئیں گی اس پر غور ہوگا۔

(ناظر دیوان قادیان)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان

e-mail : diwan@qadian.in

دفتر: 01872-501130   موبائل: 9877138347, 9646351280

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 2 - July - 2020 Issue. 27

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 ؍جون 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں بھی حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ذکر کیا گیا تھا اور بقایا کچھ حصہ اس ذکر کا رہتا تھا جو آج بیان کروں گا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی سخاوت مشہور تھی اور مالی قربانیاں بھی انہوں نے بہت کیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے وصیت کی تھی کہ جنگ بدر میں شریک ہونیوالے ہر ایک کو چار سو دینار ان کے ترکہ میں سے دیئے جائیں۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ اس وقت ان اصحاب کی تعداد سو تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام کو غزوہ تبوک کی تیاری کیلئے حکم دیا تو آپؐ نے امراء کو اللہ کی راہ میں مال اور سواری مہیا کرنے کی تحریک بھی فرمائی۔ اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ایک سو اوقیہ دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف زمین پر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان سے ایک زمین چالیس ہزار دینار کے عوض خریدی اور بنو زہرہ کے غرباء اور ضرورتمندوں اور امہات المؤمنین میں تقسیم فرما دی۔ مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس زمین میں سے ان کا حصہ دیا تو حضرت عائشہ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا عبدالرحمن بن عوف نے۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد تم سے حسن سلوک وہی کرے گا جو نہایت درجہ صبر کرنے والا ہوگا۔ پھر آپؓ نے دعا دی کہ اے اللہ عبدالرحمن بن عوف کو جنت کے چشمہ سلسبیل کا مشروب پلا۔

ایک بار مدینہ میں اجناس خوردنی کا قحط تھا۔ اسی اثناء میں شام سے سات سو اونٹوں پر مشتمل گندم آٹا اور خوردنی اشیاء کا قافلہ مدینہ آیا جس سے مدینہ میں ہر طرف شور مچ گیا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا یہ شور کیسا ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کا سات سو اونٹوں کا قافلہ آیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عبدالرحمن جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوگا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ کی یہ روایت جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو پہنچی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے ماں میں آپ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ یہ سارا غلہ اور خوردنی اشیاء اور یہ سب باردانہ اور اونٹوں کے پالان تک میں نے راہ خدا میں دے دیئے تا کہ میں چل کر جنت میں جاؤں۔ ایک بار انہوں نے ایک دن میں تیس تیس غلام آزاد کئے۔

ایک بار اپنا آدھا مال جو چار ہزار درہم تھا راہ خدا میں دے دیا۔ پھر ایک مرتبہ چالیس ہزار درہم پھر ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ دیا۔ ایک دفعہ پانچ صد گھوڑے راہ خدا میں وقف کئے۔ پھر دوسری بار پانچ سو اونٹ راہ خدا میں دیئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے بیٹے ابوسلمیٰ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ابا نے امہات المؤمنین کے حق میں ایک باغیچہ کی وصیت فرمائی۔ اس باغیچے کی قیمت چار لاکھ درہم تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے راہ خدا میں دینے کے لئے پچاس ہزار دینار کی وصیت کی تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کا انتقال اکتیس ہجری میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت عثمان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلا ذکر حضرت سعد بن معاذؓ کا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کی شاخ بنوعبدالاشہل سے تھا اور آپ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ حضرت سعد بن معاذ نے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور حضرت مصعب بن عمیر بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہونے والے ستر صحابہ سے پہلے مدینہ آ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور انہیں قرآن پڑھ کر سناتے۔ جب حضرت سعد بن معاذ نے اسلام قبول کیا تو بنوعبدالاشہل سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام کروں یہاں تک کہ تم اسلام قبول کر لو چنانچہ اس قبیلے کے سب افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

پھر سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کے بت نکال کر توڑے۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر دونوں چوٹی کے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور انصار میں تو لاریب ان کا بہت ہی بلند مقام تھا۔ یہ نوجوان نہایت درجہ مخلص، وفادار اور اسلام اور بانی اسلام کا جاں نثار عاشق نکلا۔ اسکی جوانی کی موت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ سعد کی موت پر تو رحمن کا عرش بھی حرکت میں آ گیا ہے، ایک گہری صداقت پر مبنی تھا۔

حضور انور نے فرمایا: ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ قریش مکہ کی طرف سے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس قبیلہ خزرج اور اس کے مشرک رفقاء کے نام ایک تہدیدی خط آیا کہ تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی پناہ سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے۔ جب مدینہ میں یہ خط پہنچا تو عبداللہ اور اسکے ساتھی جو پہلے سے ہی دل میں اسلام کے سخت دشمن ہو رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ فوراً ان لوگوں سے ملے اور ان کو سمجھایا کہ میرے ساتھ جنگ کرنے میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے کیونکہ تمہارے ہی بھائی بند تمہارے مقابلہ میں ہوں گے۔ اب تم خود سوچ لو کہ یہ ٹھیک ہے۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو جن کے دلوں میں ابھی تک جنگ بعاث کی تباہی کی یاد تازہ تھی، یہ بات سمجھ آ گئی کہ آپس میں ہی لڑنا پڑے گا اور وہ اس ارادے سے باز آ گئے۔ جب قریش کو اس تدبیر میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد اسی قسم کا ایک خط مدینہ کے یہود کے نام بھی ارسال کیا۔ قریش مکہ کا یہ خط ان کے کسی عارضی جوش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ مستقل طور پر اس بات کا تہیہ کر چکے تھے کہ مسلمانوں کو چین نہیں لینے دیں گے اور اسلام کو دنیا سے مٹا کر چھوڑیں گے۔ چنانچہ بخاری میں ایک واقعہ آتا ہے جو کفار مکہ کے خونی ارادوں کا پتہ دیتا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد سعد بن معاذ جو قبیلہ اوس کے رئیس اعظم تھے عمرہ کے خیال سے مکہ گئے اور اپنے زمانہ جاہلیت کے دوست امیہ بن خلف رئیس مکہ کے پاس ٹھہرے۔ انہوں نے فتنہ سے بچنے کیلئے امیہ سے کہا کہ میں کعبۃ اللہ کا طواف کرنا چاہتا ہوں تم ایسے وقت میں مجھے طواف کرا دو کہ میں امن کے ساتھ فارغ ہو کر اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ امیہ بن خلف دوپہر کے وقت جبکہ لوگ عموماً اپنے اپنے گھروں میں ہوتے ہیں سعد کو لے کر کعبہ کے پاس پہنچا لیکن اتفاق سے ابوجہل بھی وہاں آ نکلا اور جونہی اس کی نظر سعد پر پڑی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر اپنے غصہ کو دبا کر وہ امیہ سے یوں مخاطب ہوا کہ اے ابوصفوان یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے؟ امیہ نے کہا کہ یہ سعد بن معاذ رئیس اوس ہے۔ اس پر ابوجہل نہایت غضبناک ہو کر سعد سے مخاطب ہوا کہ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اس مرتد (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینے کے بعد تم لوگ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کر سکو گے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کی حفاظت اور امداد کی طاقت رکھتے ہو؟ خدا کی قسم اگر اس وقت تیرے ساتھ ابوصفوان نہ ہوتا تو تُو اپنے گھر والوں کے پاس بچ کر نہ جاتا؟ سعد بن معاذ بھی کڑک کر بولے کہ واللہ اگر تم نے ہم کو کعبہ سے روکا تو یاد رکھو کہ پھر تمہیں بھی تمہارے شامی راستے پر امن نہیں مل سکے گا۔ امیہ نے کہا کہ سعد دیکھو ابوالحکم کے مقابلہ میں یوں آواز بلند نہ کرو۔ سعد نے جواب دیا کہ جانے دو امیہ تم اس بات میں نہ پڑو۔ واللہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نہیں بھولتی کہ تم کسی دن مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گے۔ یہ خبر سن کر امیہ بن خلف سخت گھبرا گیا اور گھر میں آ کر اس نے اپنی بیوی کو سعد کی اس بات سے اطلاع دی اور کہا کہ خدا کی قسم میں تو اب مسلمانوں کے خلاف مکہ سے نہیں نکلوں گا۔ لیکن تقدیر کے نوشتے پورے ہونے تھے۔ بدر کے موقع پر امیہ کو مجبوراً مکہ سے نکلنا پڑا اور وہیں وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

حضرت سعد بن معاذ غزوہ بدر احد اور خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ غزوہ بدر کے روز اوس کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ کے پاس تھا۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ کا جوش و جذبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و فدائیت کا اظہار اس رائے سے ہوتا ہے جو بدر میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جمع کر کے کفار مکہ کے لشکر کی اطلاع دی اور ان سے مشورہ پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ سے سامنا ہو کیونکہ لشکر کے مقابلہ کے لئے ہم ابھی پوری طرح تیار نہیں۔ مگر آپ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ دوسری طرف اکابر صحابہ نے یہ مشورہ سنا تو اٹھ اٹھ کر جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا کہ ہمارے جان و مال سب خدا کے ہیں۔ ہم ہر میدان میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ مگر آپ انصار کے جواب کے منتظر تھے چنانچہ باوجود اس قسم کی جاں نثارانہ تقریروں کے آپ یہی فرماتے گئے کہ اچھا پھر مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جاوے۔ سعد بن معاذ رئیس اوس نے آپ کا منشا سمجھا اور انصار کی طرف سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شاید آپ ہماری رائے پوچھتے ہیں۔ خدا کی قسم جب ہم آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو پھر اب آپ جہاں چاہیں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی۔ آپ نے یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور خوش ہو کیونکہ اللہ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں یعنی لشکر اور قافلہ میں سے کسی ایک گروہ پر وہ ہم کو ضرور غلبہ دے گا اور خدا کی قسم میں گویا اس وقت وہ جگہیں دیکھ رہا ہوں جہاں دشمن کے آدمی قتل ہو کر گریں گے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad